هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر :۔ میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی

سرپرستان ۔ معاونین ۔ عام چندہ ۔ ششماہی ۔ بیرون ہند

صہ/ للعہ/ ۸ عاصہ/ ۸ عہ/ ۸ شلنگ۔

قیمت فی پرچہ ١ر

منیجر :۔ رشید احمد خاں

تاریخہائے اشاعت :۔ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ رشوال ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۳۹ء | نمبر ۳۴

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۲۷ نومبر - سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی بفضل الٰہی اچھی ہے۔

(۳) ۲۶ نومبر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا امتحان زیر اہتمام نظارت تعلیم و تربیت ہائی سکول کے ہال میں ۴۰ مردوں نے اور گرلز ہائی سکول میں ۱۳ خواتین نے دیا۔

(۴) ۲۵ نومبر کو ٹریفک انسپکٹر ریلوے جلسہ سالانہ اور جوبلی کے ایام میں سپیشل گاڑیوں کے انتظامات کے لئے آئے۔ اور سکرٹری صاحب جوبلی سے مشورہ کر کے واپس تشریف لے گئے۔

(۵) خطبہ جمعہ میں جس کا خلاصہ آگے شائع کیا جاتا ہے حضور نے تحریک جدید کے سال ششم کا اعلان فرمایا جس کے فوراً ہی بعد دس ہزار کے وعدے دارالامان کے احباب کی طرف سے سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور پیش ہو چکے ہیں۔ اور خود حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وعدہ باضافہ دس فی صدی دو ہزار دو سو باسٹھ روپیہ کا ہے۔ امید ہے۔ کہ احباب بیرونجات ایک دوسرے سے سبقت کر کے جلد سے جلد اپنے وعدے سال ششم کے لئے اضافہ کے ساتھ حضور کی خدمت میں ارسال کر کے سابقون میں شامل ہونے کی ڈگری لیں گے۔ بعض احباب نے تو سال ششم کا چندہ بھی ادا کر دیا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریک جدید سال ششم کا آغاز

قادیان ۲۴ نومبر - آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے سال ششم کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ یہ اعلان اپنی اہمیت کے لحاظ سے چونکہ اس قابل ہے۔ کہ جلد سے جلد احباب کرام تک پہنچایا جائے۔ اسلئے اس خطبہ کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میری طبیعت آج اچھی نہیں ہے۔ لیکن چونکہ میں اس بات کا ارادہ کر چکا تھا۔ کہ آج تحریک جدید کے چھٹے سال کے متعلق اعلان کروں گا۔ اسلئے باوجود طبیعت کی خرابی کے یہی فیصلہ کیا۔ کہ آج کے خطبہ میں اس کا اعلان کر دوں۔ اس تحریک کی اہمیت اور ضرورت کو میں اس حد تک واضح کر چکا ہوں۔ کہ اب کسی لمبی چوڑی تحریک کی ضرورت نہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت ہے اس کے دین کی محبت ہے۔ اور جو اپنی ذمہ واریوں کو سمجھتے ہیں۔ انہیں کسی مزید تحریک کی ضرورت نہیں۔ وہ اس تحریک کے فوائد اور اسکی ضروریات کو بھی سمجھتے ہیں۔ اس کے ذریعہ ایسا مستقل فنڈ قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جو ہماری موجودہ تبلیغی ضرورتوں کو ایک عرصہ تک پورا کرنے والا ہوگا۔ فی الحال ہماری تعداد لاکھوں تک محدود ہے۔ اسلئے لاکھوں روپیہ ہی ہم تبلیغ پر خرچ کر سکتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ احمدیت کو تین سو سال کے اندر اندر دنیا میں غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ اور اس کے مقابلہ میں دوسری اقوام کی حیثیت بالکل وہی ہوگی۔ جو آج ہندوستان میں ادنیٰ اقوام کی ہے۔ مگر یہ کامیابی جادو کے ذریعہ نہیں ہو جائے گی۔ یہ نہیں ہوگا۔ کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے آسمان سے اتریں گے۔ اور ڈنڈے مار مار کر لوگوں کو احمدیت میں داخل کر دیں گے۔ باقی یہ ترقی ان قواعد اور قوانین پر عمل کرنے سے ہی ہوگی۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنی جماعتوں کی ترقی کے لئے مقرر کر رکھے ہیں۔ یہ ہماری قربانیوں سے ہوگی۔ اور ہماری جدوجہد کے نتیجہ میں ہی ہو سکے گی۔

آج بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ جماعت میں کئی کمزوریاں ہیں۔ یہ کس طرح ترقی کرے گی۔ لیکن اس میں سے بھی خدا تعالیٰ ایک دن ایسی جماعت پیدا کر دے گا۔ جو دنیا کا تختہ الٹ کر رکھ دے گی۔ سوال ہماری موجودہ کوششوں اور موجودہ طاقت کا نہیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ اس بیج کو بڑھا کر ایسا باغ بنانے کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر رکھا ہے۔ جس کے سایہ میں ساری دنیا آرام کرے گی۔ جب کوئی چیز ترقی کرنی شروع کرتی ہے۔ تو وہ آہستہ آہستہ ہی بڑھتی ہے۔ خدا تعالیٰ جب بڑھانے لگتا ہے۔ تو وہ یہ نہیں دیکھتا۔ کہ بیج کتنا چھوٹا ہے۔ وہ جسے چاہے۔ ایک سے سینکڑوں۔ سینکڑوں سے ہزاروں ہزاروں سے لاکھوں۔ لاکھوں سے کروڑوں اور کروڑوں سے اربوں بنا دیتا ہے۔ اور اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں۔ اسی طرح بے شک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آج اس تحریک کی بنیاد چند ہزاروں پر ہے اور ہم اخراجات سے بچا کر چندوں میں سے جو روپیہ مستقل فنڈ پر لگا رہے ہیں۔ اس سے یہی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس سے ساٹھ ستر ہزار سالانہ آمد ہو سکے گی۔ لیکن جو خدا ہمارے لئے اتنی مستقل آمد کا انتظام کر سکتا ہے۔ جس صورت میں کہ پہلے ایک روپیہ کی مستقل آمد نہ تھی۔ وہ اسے بڑھا کر لاکھوں۔ کروڑوں اور اربوں کر دینے پر بھی قادر ہے۔ اور ایک وقت آئیگا۔ جبکہ ہمارا تبلیغی فنڈ دنیا کی بڑی سے بڑی حکومتوں کے خزانوں سے بھی زیادہ ہوگا۔ اس وقت تو ہم صرف بیج بو رہے ہیں۔ جسے خدا تعالےٰ ضرور بڑھائے گا۔ اور ترقی دے گا۔

یہ ہماری جد و جہد کا چھٹا سال ہے۔ اور اس لحاظ سے ہم چوٹی پر پہنچکر نیچے اتر رہے ہوں گے۔ اس سال ماضی بڑھ جائے گا۔ اور مستقبل گھٹ جائے گا۔ اس وقت پانچہزار پانچسو احباب نے وعدے کر رکھے ہیں۔ جن میں سے ساڑھے چار ہزار نے پورے بھی کر دیئے ہیں۔ باقی کر رہے ہیں۔ اور میعاد بھی ۳۰ نومبر تو ختم ہو رہی ہے۔ لیکن اگر پانچوں سالوں کو دیکھا جائے۔ تو یہ تعداد اڑھائی ہزار کے قریب رہ جاتی ہے۔ کئی ہیں۔ جنہوں نے گذشتہ سالوں کے بقایے ابھی ادا نہیں کئے۔ گو وعدہ کر رکھا ہے۔ بعض نے معافی لے لی ہے۔ مگر پھر شکایت بھی کی ہے۔ کہ ہمارا نام فہرست میں کیوں نہیں آیا۔ حالانکہ معافی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ وہ وعدہ خلافی کے گناہ سے بچ گئے۔ یہ نہیں۔ کہ ثواب کے مستحق بھی قرار پا گئے۔ اس فہرست میں صرف وہ لوگ آئیں گے۔ جو ہر سال شرائط کے مطابق چندہ میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ ہاں جو ایک وقت تک باقاعدہ ادائیگی کے بعد فوت ہو گئے۔ انہیں ضرور شامل کر لیا جائے گا۔

اس تحریک میں حصہ لینے والے دو شقوں میں منقسم ہیں۔ ایک وہ جو ہر سال چندہ پہلے سال سے بڑھاتے جاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جنہوں نے چوتھے سال کمی کر دی تھی۔ اور پھر اس کے بعد پانچویں سال پر زیادتی کرتے چلے جائیں۔ چوتھے سال کمی کرنے کی اجازت میں نے دیدی تھی۔ اور پانچویں سال پھر زیادتی کا اعلان کر دیا تھا۔ اسلیئے جو اس میں زیادتی کرتے چلے جائیں گے۔ وہ بھی اس فہرست میں شمار ہوں گے۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ کہ بعض لوگ تو جنگ اور اس سے پیدا شدہ حالات کو چندوں میں کمی کا موجب قرار دے لیں گے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اس نے انسانی زندگی کی بے ثباتی اور دنیوی آرام و آسائش کی ناپائیداری کو واضح کر دیا ہے۔ اور بتا دیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی غیر فانی ہے۔ اور اس سے لَو لگانے میں نجات ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ ہم دین کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانیاں کریں۔ دیکھو۔ لوگ کس طرح اپنے ملکوں کے واسطے جنگ میں قربانیاں کر رہے ہیں۔ اور اگر وہ دنیا کے لئے ایسی قربانیاں کر سکتے ہیں۔ تو ہمیں سوچنا چاہیئے۔ کہ دین کے لئے ہماری قربانیوں کا معیار کتنا بلند ہونا چاہیئے۔ اور جن کی قربانیاں ان دنیاداروں کے معیار سے بھی کم ہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کس طرح کر سکتے ہیں پس جنگ سے پیدا شدہ حالات ہماری قربانیوں میں کمی کی بجائے اضافہ کا موجب ہونے چاہئیں۔

آخر میں حضور نے فرمایا۔ کہ یہ تحریک یقیناً خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اگر اسکی راہ میں روکیں ہوں گی۔ تو وہ خود ان کو دور کرے گا اگر زمین سے نہیں۔ تو آسمان سے اسکو برکت دے گا۔ اور ان الفاظ کے ساتھ اس تحریک کے چھٹے سال کا اعلان کرتا ہوں۔ اور اس کے لئے وعدوں کی آخری تاریخ ۳۱ جنوری سنہ ۴۰ء مقرر کرتا ہوں۔ جن کے پچھلے سال کے وعدے ابھی پورے نہیں ہوئے۔ یا جن کے ذمہ پچھلے بقائے ہیں۔ ان کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ان کو پورا کریں۔ کیونکہ جتنا زیادہ بوجھ بڑھ جائے گا۔ اتنا زیادہ دلوں پر زنگ لگتا جائیگا اور پھر ادائیگی میں بھی دقت پیدا ہو جائیگی۔

دو احمدی لیڈی ڈاکٹروں کی عزت افزائی

ڈاکٹر سعیدہ اختر صاحبہ۔ ڈاکٹر محمودہ اختر صاحبہ

سردار عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے (مہر سنگھ) کی دو صاحبزادیاں S.A.S. کے آخری امتحان میں اچھے نمبروں پر کامیاب ہوئی ہیں۔ دعا ہے۔ کہ ان کا وجود فرقہ اناث کے لئے مفید اور بابرکت ثابت ہو۔ آمین۔

ان میں سے ڈاکٹر محمودہ اختر نے مندرجہ ذیل انعامات حاصل کئے:۔

(۱) وائسرائے آف انڈیا کا تمغہ بحیثیت مجموعی عمدہ قابلیت پر۔ یعنی چاندی کا تمغہ ہے جناب وائسرائے صاحب بہادر بالقابہ نے آخری سالانہ امتحان میں اول نمبر پر پاس ہونے پر عطا فرمایا۔ (General proficiency)

(۲) رام پیارے کا تمغہ مڈوائفری اور گیانوکالوجی میں اول نمبر پر پاس ہونے پر عطا ہوا (Midwifery and Gnocaelogy)

(۳) بیس روپیہ کا انعام علم ادویات میں اول نمبر پر پاس ہونے پر (Medicine)

(۴) گائینو کالوجی کی کتاب کا انعام اور تمام زمانہ طالب علمی میں اچھا برتاؤ کرو۔ عمدہ نمونہ خوخصلت رہنے میں (Having good conduct in the whole school career)

جوبلی فنڈ اور عہدیداران جماعتہائے مقامی کا فرض

احباب جماعت کو معلوم ہے۔ کہ امسال جلسہ سالانہ پر خلافت جوبلی منائی جائیگی۔ جس میں اب ایک مہینے سے کم عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ اور اسی عرصہ میں مجوزہ رقم تین لاکھ کا پورا کیا جانا ضروری ہے۔ جوبلی فنڈ کی وصولی اب تک تقریباً دو لاکھ تک ہوئی ہے اس لئے عہدیداران جماعتہائے مقامی کا فرض ہے۔ کہ نہایت سرگرمی کے ساتھ مزید وعدے لیں۔ اور وصولی کریں۔ جن احباب نے اپنی حیثیت سے کم چندہ دیا ہے ان سے مزید رقم وصول کریں۔ اور جلد مرکز میں بھجوائیں۔ عہدیداران جماعتہائے مقامی کو چاہیئے۔ کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہر ممکن جد و جہد کریں۔ اور ہر

قابل توجہ سیکرٹریان مال جماعتہائے احمدیہ

خلافت جوبلی فنڈ میں سو فی صدی چندہ ادا کرنے والے وہی احباب سمجھے جائیں گے۔ جنہوں نے اپنی ماہوار آمد کے برابر چندہ ادا کر دیا ہے۔ یا آمد سے زیادہ ادا کیا ہے۔ اسلیئے جملہ سکرٹریان مال کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ صرف انہی احباب کی فہرست معہ رقوم اداکردہ ارسال فرمائیں۔ جن کا چندہ ان کی ایک ماہ کی آمد کے برابر یا اس سے زائد ہے۔ تاکہ اخبار میں شائع کی جائیں۔ اور جن احباب نے آمد سے کم چندہ ادا کیا ہے۔ وہ سو فی صدی چندہ ادا کرنے والے متصور نہ ہوں گے۔ لہذا ان کے نام اخبار میں شائع نہیں کئے جاویں گے۔ (ناظر بیت المال)

ولادت مستری ابراہیم صاحب ویرووالہ ضلع سیالکوٹ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعا سے خدا تعالیٰ نے ۸ نومبر ۱۹۳۹ء کو بروز جمعہ ان کے گھر میں بہت مدت کے بعد فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ مولود مسعود

یہ جگہ ایک ایسے اعلان کیلئے ریزرو ہے جسکا مطالعہ آپکے لئے بہت مفید ہوگا۔ آئندہ ہفتہ سے اس کا انتظار کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ شوال ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۳۹ء | نمبر ۳۴

مصری صاحب کی کتاب "شان مصلح موعود" پر سرسری نظر (۳)

دہر میں عیش دوام آئین پابندی سے ہے
موج کی آزادیاں سامان شیوں ہو گئیں

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے اپنی "لاجواب" اور "ناقابل جواب" تصنیف "شان مصلح موعود" میں یہ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ کہ گویا احمدیت ان کے رگ و ریشہ میں رچی ہوئی ہے۔ وہ احمدیت کے غم کی وجہ سے بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اور احمدیت کی ہمدردی کا جذبہ ان کے دل میں موجزن ہے۔ ان کی ہمدردی کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے۔ احمدیت کی ترقی کی روک ان کے لئے سوہانِ روح ہے۔ ان کی کمر ہمت ٹوٹ چکی ہے۔ اور ان کا دل پھٹ رہا ہے۔ مصری صاحب جو بھی اظہار کرنے کی کوشش کریں۔ یہ ان کی مرضی ہے۔ قلم ان کی ہے۔ اور دماغ ان کا۔ مصری صاحب ہم ضرور آپ کی باتوں پر اعتبار کرتے۔ مگر ؎

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

خدا کی شان۔ دنیا میں چالاکی و ہوشیاری کی انتہاء ہو چکی۔ سلسلہ احمدیہ کا دشمن سلسلہ کی ترقی کے رکنے پر اظہار افسوس کر رہا ہے اس کے دل سے درد کا اظہار ہو رہا ہے۔ ہاں ہاں یہ کس قدر دلیری ہے۔ کہ مصری صاحب وہ جرم جس کے مرتکب وہ خود ہیں۔ دوسروں پر لگا رہے ہیں۔ وہ نازیبا حرکات جو خدا کے مقدس سلسلہ کو مٹانے اور اسکی ترقی میں روڑا اٹکانے کے لئے مصری صاحب اختیار کر رہے ہیں۔ ان کے ملزم جماعت کے سچے خادموں اور فدائیوں کو قرار دیتے ہیں۔ خدا کے مقدس امام جس نے اپنی ساری زندگی پراگندہ دماغوں کو ایک سٹیج پر لا کر ان میں محبت و یگانگت پیدا کرنے کے لئے وقف کی تھی۔ جن کی زندگی کا ماحصل ہی یہ تھا۔ کہ تمام بھٹکی ہوئی روحوں کو ایک ہی راستہ پر چلا کر ان کو بنیان مرصوص بنا دیا جائے۔ آہ مصری صاحب نے اسکی جماعت کو تفرقہ کی لعنت میں پھنسانا چاہا۔ انہوں نے مار آستین بن کر پوری نصف صدی کے کام کو خاک میں ملانا چاہا۔ ؎

تمنا جن کی ہم کو ہے جنہیں ہم دوست کہتے ہیں
یہ آتش ہم نے اپنی آستیں میں سانپ پالے ہیں

مگر کیا ہی عجیب امر یہ ہے۔ کہ مصری صاحب خود احمدیت کی ترقی کے لئے روک بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ مصری صاحب بیچارے تو کیا۔ دنیا کی کوئی مادی طاقت احمدیت کی ترقی میں روک نہیں ہو سکتی۔ آج ہمارے سامنے نہایت بھولے پن اور سادگی سے کہے جا رہے ہیں۔ کہ ان عقائد نے احمدیت کی ترقی میں روک پیدا کر دی ہے۔

مصری صاحب یاد رکھیں۔ کہ اہل دانش کے نزدیک آج تک جماعتی سلسلوں کو توڑنے والا انسان کبھی قابل عزت نہیں سمجھا گیا۔ مصری صاحب ایک فرد غلطی کر سکتا ہے۔ جماعت غلطی نہیں کر سکتی۔ ایک شخص کا دماغ خراب ہو سکتا ہے۔ مگر ساری جماعت اس مرض میں مبتلا نہیں ہو سکتی۔ مصری صاحب ایک شخص دنیاوی معاملات کے لئے دین کی چاشنی سے بے نیاز ہو سکتا ہے۔ مگر جماعت ایسے حیاسوز اور قبیح فعل کو اختیار نہیں کر سکتی۔ کاش آپ تنہائی میں سوچیں۔ شاید آپ پر صداقت کا دروازہ اب بھی کھل جائے۔

کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی جاذبیت اتنی ہی کمزور تھی۔ کہ ان کی ساری کی ساری جماعت شرک میں مبتلا ہو گئی۔ کیا وہ شاندار جماعتیں جو نبیوں کے سردار کی اس بدرِ کامل کے لئے تھیں۔ تمام اسی حد تک تھیں۔ کہ اس بدر کامل کی نورانی کرنوں سے منور جماعت دنوں میں مشرک بن جائے گی۔ غور تو کریں شاید استکبار کی کوئی رگ آپ کے دل کے کسی کونے میں پوشیدہ ہو۔ جس نے آپ کے متاعِ ایمان کو لوٹ کر آپ کو خدا کی جماعت سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اگر آپ غور کریں۔ تو یقین جانئے۔ کہ ضمیر بہت حد تک انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ شاید آپ اس چیز کو اب بھی پالیں۔ جس کے تلاش کرنے کی میں آپ کو ترغیب دے رہا ہوں۔ مصری صاحب آپ معمر ہیں۔ اور اس لحاظ سے تجربہ کار ہیں۔ آپ نے سرخ و سفید دیکھے ہیں۔ آپ باتیں بنا سکتے ہیں۔ آپ کی دماغی کیفیت اس حد تک ہے۔ کہ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنا کر دکھا سکیں۔ مگر للہ آپ جماعت پر رحم کریں۔ کسی کے منافق کہنے پر آپ کو آگ لگ جاتی ہے۔ آپ غصے میں آ جاتے ہیں۔ آپ کا بدن تھر تھرا رہا ہے۔ اور آپ کہتے ہیں۔ مجھے منافق نہ کہو۔ مگر مصری صاحب کیا انصاف اسی کا نام ہے۔ اپنی کتاب میں (صفحہ ۱۸ تا صفحہ ۳۴) آپ جماعت کو مشرک کا خطاب دیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو۔ یہ آپ کا ہی حوصلہ اور دل گردہ ہے۔ آپ کو تو صرف منافق کے لفظ سے چڑ آتی ہے۔ مگر آپ کے اخلاق جماعت احمدیہ کو مشرک کہتے وقت غائب ہو جاتے ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ آپ کی رگِ شرافت و متانت اس وقت آپ کا ساتھ کیوں چھوڑ دیتی ہے۔ اور وہ نصیحتوں کا پلندہ جو ہمارے سامنے آپ پیش کرتے ہیں۔ کونسے پوچھے آپ کے صندوقچہ دل سے اٹھا کر غائب ہو جاتے ہیں۔

مصری صاحب۔ قلم ہمارے ہاتھوں میں بھی ہے۔ اور ہم بھی وہی رویہ اختیار کر سکتے ہیں۔ مگر نہیں ہم کبھی یہ نہیں چاہتے۔ کہ کسی ایسے رویہ کو اختیار کیا جاوے۔ جو شرافت سے گرا ہوا ہو۔ مگر مصری صاحب ہیں۔ کہ نہایت بے باکی سے اتنی بڑی جماعت کو مشرک کرنے والی قرار دیئے جاتے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل مصری صاحب نے کہا تھا۔ کہ جماعت کا اکثر حصہ دہریہ ہو چکا ہے۔ اور باقی دہریت کی طرف مائل ہے۔ یہ ایک زبردست حملہ مصری صاحب نے جماعت کے تقدس اور پوزیشن پر کیا تھا۔ مگر ان کو منہ کی کھانی پڑی۔ جماعت کا عزم اور استقلال پہلے سے زیادہ ہوا۔ اس کے جذبات قربانی پہلے سے بہت زیادہ بڑھے۔ اور وہ پوشیدہ جذبات محبت تقاریر اور تحریرات کے ذریعے منصہ شہود پر آ گئے۔ بلکہ وہ دلی جذبات آنسوؤں کی شکل میں راتوں کی تاریک اور سنسان فضاؤں میں بارگاہ ایزدی کی دریاؤں کی صورت میں بہنے لگے۔ ہاں ہاں اس وقت مصری صاحب سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ اگر دیانت و امانت اور صداقت کا نام دنیا میں قائم ہے۔ اور مصری صاحب کو ان میں سے کسی سے بھی تعلق ہے۔ تو وہ آئیں۔ اپنے دعوے کے اثبات کے لئے شہادات لائیں۔ اور وہ ایسے سو احمدیوں کے نام ہی پیش کریں۔ جو دہریہ ہو چکے ہوں۔ مگر یہ مطالبہ کرنا تھا۔ کہ مصری صاحب اس میدان سے ایسے بھاگے۔ جیسے کوئی "شیر" سے بھاگے۔

وہ دن اور آج کا دن ہے۔ مصری صاحب کی زبان گنگ ہو گئی۔ اور ان کی قلم شکستہ ہو گئی۔ اور وہ اس مطالبہ کو پورا کرنے سے بکلی عاجز رہے۔ اور اہل عقل پر روشن ہو گیا۔ کہ اس ادعا کی حیثیت ایک مجذوب کی بڑ سے زیادہ نہ تھی۔ اور یہ کہ نہ وہ دعوے ثابت ہوا۔ اور نہ ہو گا۔ کاش مصری صاحب نے اس وقت اپنے دعویٰ کا ثبوت دیا ہوتا تو آج ان کے اس دوسرے دعویٰ کی کچھ بھی تو وقعت ہوتی۔ مگر چونکہ اس دعویٰ کی بنیاد ریگ کے تودے پر قائم کی گئی تھی۔ اسلئے وہ قائم نہ رہ سکی۔ آج مصری صاحب جماعت کو مشرک بنا رہے ہیں۔ خیر۔ ان کی مرضی۔ میں ان کی ذات کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ مگر اس ضمن میں ان کے دلائل اس حد تک کمزور اور بے معنی ہیں۔ کہ ان کو احمدیہ سکول کے سابق ہیڈ ماسٹر کی طرف منسوب کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ مگر خیر جو شخص خدا تعالےٰ کے مقدس خلیفہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی کھلم کھلا ناجائز طور پر مخالفت کر سکتا ہے۔ اسے اس قسم کے بودے۔ کچے دلائل دینے سے بھی کوئی حجاب نہیں ہو سکتا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ مصری صاحب نے اپنی کتاب "شانِ مصلح موعود" میں لکھا ہے:۔

"ممکن ہے۔ کہ بعض احباب اس پیشگوئی پر بحث کرنے کی اہمیت کو نہ سمجھیں۔ اسلئے میں اختصار کے ساتھ انہیں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ یہ غلطی (یعنی حضرت محمود ایدہ اللہ کو مصلح موعود تسلیم کرنا۔ ناقل) جس میں جماعت کو مبتلا کر دیا گیا ہے۔ کوئی معمولی غلطی نہیں۔ بلکہ اپنے نتائج کے لحاظ سے ایک خطرناک غلطی ہے۔ اگر آج اس کا تدارک نہ کیا گیا۔ تو یہ بہت جلد جماعت کو خدا پرستی سے ہٹا کر انسان پرستی کی طرف لے جائے گی۔ چنانچہ ایک رنگ میں اسکی ابتدا ہو چکی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری عمر کی محنت کو جو جماعت کی تربیت میں انہوں نے صرف کی۔ رائیگاں کر دے گی۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ اس غلط عقیدہ کی وجہ سے جماعت میں وہ شرک پھیلنا شروع ہو گیا ہے۔ جس شرک سے ہمیں اپنی رات دن کی دعاؤں اور کوششوں سے نجات دلائی تھی"۔

گویا مصری صاحب کے نزدیک جماعت میں شرک پھیل رہا ہے۔ اور اسکی توجہ بجائے خدا پرستی کے انسان پرستی کی طرف مائل ہو گئی ہے۔ مگر میں نہایت مؤدبانہ طور پر مصری صاحب کو بتا دوں۔ کہ اس مقام پر جا کر آپ نے ایک زبردست ٹھوکر کھائی ہے آپ نے اپنی عقل کو حکم بنانے کی کوشش کی ہے۔ مگر آپ ٹھوکر کھا گئے۔ احمدیہ جماعت میں انسان پرستی کا جذبہ کبھی پیدا ہی نہیں ہوا۔ مٹانے والا وہ جذبہ مٹا گیا۔ اور وہ جذبہ مٹ گیا۔ مصری صاحب! جماعت احمدیہ انسان پرستی پر اس وقت بھی نہ تھی۔ جب سلسلہ کے بڑے بڑے لوگ قادیان کو چھوڑ کر لاہور چلے گئے۔ انسان پرستی کے جذبے کے اظہار کا وہ وقت تھا۔ جبکہ وہ لوگ جو بڑے اور معزز خیال کئے جاتے تھے۔ ان کی بات مانی جاتی۔ گو انہوں نے آپ کی طرح جماعت کی ذہنیت کا غلط اندازہ کیا۔ انہوں نے سمجھا۔ کہ آج جبکہ جماعت احمدیہ اپنے پیارے خلیفۃ المسیح اول کی جدائی میں آنسو بہا رہی ہے۔ ان کے دلوں پر زخم ہیں۔ اور آج جماعت دیوانوں کی طرح بھٹک رہی ہے۔ لاؤ آج خلافت احمدیہ کو مٹا دیں۔ کوششیں کی گئیں۔ اشتہار شائع کئے گئے۔ خفیہ مشورے ہوئے۔ راتوں کی نیندوں کو حرام کیا گیا۔ ہاں وہی لوگ جن کو یہ یقین کامل تھا۔ کہ جماعت کی نظر انہیں کی طرف اٹھے گی۔ کیونکہ وہ بارسوخ ہیں۔ با اثر ہیں۔ ذی وجاہت ہیں۔ آخر مایوس ہو کر رہ گئے۔ اور ہوا وہی جو ازل سے مقدر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت کا نتیجہ تھا۔ کہ جماعت میں انسان پرستی کا جذبہ پیدا نہ ہوا۔ بلکہ انہوں نے ایک نوجوان کو اپنا رہبر مان لیا۔ اور ان سب بڑوں کی کوشش ہیچ ہو کر رہ گئی۔ مصری صاحب پھر کیا آپ پر اس وقت واضح نہ ہوا۔ کہ جماعت احمدیہ انسان پرست نہیں۔ جبکہ آپ جماعت سے علیحدہ ہوئے۔ آپ کو اپنے رسوخ پر ناز تھا۔ آپ کو اپنے دائرہ واقفیت کے وسیع ہونے پر ناز تھا۔ آپ اس حد تک بارسوخ تھے۔ کہ آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہونا شروع ہوا۔ کہ میں اس جماعت سے علیحدہ ہو کر جماعت کے ایک متعدد حصہ کو ساتھ ملا سکتا ہوں۔ ان کو اپنے رنگ میں رنگین کر سکتا ہوں۔ یقیناً اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پچاس سالہ تربیت ہمارے دلوں میں راسخ نہ ہو چکی ہوتی۔ تو ہم انسان پرست ہوتے مصری صاحب کی عزت۔ ثروت اور رسوخ کی کچھ پروا کرتے۔ اور جس طرح ان کا خیال تھا۔ ویسا ہی ہوتا۔ مگر مصری صاحب۔ خدا کے فضل سے جماعت میں ابھی انسان پرستی کا جذبہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اسلئے انہوں نے کہا۔ کہ اگر ایک مصری کیا سو مصری بھی جماعت سے علیحدہ ہو جائیں۔ تو جماعت خدا کی ہے۔ وہ اس کا آپ انتظام کر رہا ہے۔ ہم نے تو کبھی یہ خیال ہی نہیں کیا۔ کہ یہ سلسلہ انسانی ہاتھوں سے چل رہا ہے۔ کیونکہ اس میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ کہ جن میں تکبر کی کوئی مخفی رگ موجود ہوتی ہے۔ جو ایک وقت پر آ کر ان کے گلشنِ ایمان کو پژمردہ کر دیتی ہے۔ مصری صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ عقیدہ ہرگز شرک کا موجب نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اس پیشگوئی کو مخالفین کے لئے ایک نشان کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ تا لوگ خدا کے کلام کی صداقت کا مشاہدہ کریں۔ مگر مصری صاحب ہیں۔ کہ اس پیشگوئی کو آپ کی جماعت کی تباہی اور بربادی کا ذریعہ بتا رہے ہیں۔ کاش مصری صاحب غور کریں۔ کہ وہ پیشگوئی اور نشان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلئے شائع کیا تھا۔ کہ مخالفین اس پیشگوئی کی صداقت کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کے یقینی کلام پر ایمان لائیں۔ جو آپ کی طرف نازل ہوا۔ آج احمدیہ جماعت اسی نشان کی وجہ سے شرک کی طرف مائل ہو رہی ہے۔ سچ ہے کہ جب انسان ایک سچائی کو چھوڑتا ہے۔ تو اسے دوسری کئی صداقتوں کا انکار بھی کرنا پڑتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ مصری صاحب نے یہ کتاب کس دُھن میں لکھی ہے۔ اور اس کتاب کے شائع کرنے سے انہیں کتنی خوشی ہے۔ مگر مجھے تو ان کی بے بسی پر بھی ترس آتا ہے۔

مصری صاحب آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں کا دھیان ہے۔ جو آپ نے شرک سے بچنے اور جماعت کی ترقی کے لئے کی ہیں۔ مگر کیا وہی دعائیں بھول گئیں۔ جو آپ نے اپنی اولاد کے متعلق کیں۔ کیا آپ کی وہ تمام دل سے نکلی ہوئی دعائیں جو آپ نے اپنے پیارے محمود اور اس کے بھائیوں کے لئے کیں۔ یاد نہیں۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں نعوذ باللہ غارت گئیں۔ اور ان میں سے کوئی بھی پوری نہ ہوئی۔ مصری صاحب۔ کیا آپ اس الہام کو بھی بھول گئے۔ جو خدا کے مقدس مسیح موعودؑ کو بدیں الفاظ ہوا تھا۔

"اے میرے اہلبیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے"۔ (تذکرہ)

مصری صاحب یہ تو بالکل غلط ہے۔ کہ آپ کو وہ دعائیں یاد نہیں۔ جو حضرت اقدس نے جماعت کی ترقی کے لئے کیں۔ آپ کو یاد تو ہیں۔ مگر آپ عمداً جان بوجھ کر لوگوں کی آنکھوں میں مٹی ڈالنا چاہتے ہیں۔ پس یہ وہ بغض اور تعصب ہے۔ جس نے آپ سے یہ لفظ کہلوائے۔ حالانکہ حقیقت یہی ہے۔ کہ جماعت میں شرک کا ذرا بھی شائبہ نہیں۔ پھر مصری صاحب اسی ضمن میں اپنی کتاب کے صفحہ ۲ پر چل کر لکھتے ہیں:۔

"دیکھ لو۔ موجودہ خلیفہ صاحب مکرم کو وہی رب والا مقام دیا گیا ہے۔ یا نہیں۔ کیا ان کی ہر بات خواہ وہ کتنی ہی غلط اور خلاف شریعت کیوں نہ ہو۔ بغیر چون و چرا مانی جاتی ہے یا نہیں"۔ (صفحہ ۲۰)

یعنی مصری صاحب کے نزدیک ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو رب والی پوزیشن دی ہے۔ کیونکہ ہم ان کی ہر بات کو بلا چون و چرا مان جاتے ہیں۔ آخر راز کھل گیا۔ مصری صاحب یہی تو رونا ہے۔ آپ لوگ حسد کی آگ میں جلتے ہوئے یہ نہیں دیکھ سکتے۔ کہ ان کی ہر بات جماعت تسلیم کرے۔ مصری صاحب یہ کسی بے وقوف نے آپ کے کان میں کہہ دیا۔ کہ ہم ان کی ہر بات خواہ وہ کتنی ہی غلط اور خلاف شریعت ہو۔ بلا چون و چرا مان لیتے ہیں۔ اگر کسی نے آپ کو یہ اطلاع پہنچائی ہے۔ تو یا وہ خود بے وقوف ہے۔ اور یا اس نے آپ کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے آج تک کوئی ایسا حکم حضور کی طرف سے دیکھا ہی نہیں۔ جو خلاف شریعت ہو۔ ہمارے دماغوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سے خدا کے فضل سے روشنی ہو چکی ہے۔ کیا ہم اتنی بھی تمیز نہیں کر سکتے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے احکام شریعت کے مخالف ہیں یا مطابق۔ مصری صاحب حضرت صاحب کے خطبات اور تقاریر میں وہ کونسی باتیں آپ کو ملی ہیں۔ جو خلاف شریعت تھیں۔ آپ کو چاہیئے تھا۔ کہ صرف دعوے پر اکتفا نہ کرتے۔ بلکہ اس کا ثبوت دیتے۔ وہ باتیں درج کرتے جو آپ کے خیال میں خلاف شریعت تھیں۔ مگر آپ کے پاس ان کا کوئی ثبوت نہیں۔ صرف سُنی سُنائی بات آپ نے کر دی ہے۔ ہم نے تو آج تک کوئی ایسا حکم نہیں دیکھا۔ پس مصری صاحب میں آپ کو بتلا دوں۔ کہ آپ کے مخبروں نے غلط اطلاع پہنچائی ہے۔ اُن کو تنبیہ کریں۔ کہ اس طرح کی غلط اطلاعات دیکر آپ کو پبلک میں ذلیل نہ کرایا کریں۔

رہا یہ امر کہ جو اصل میں آپ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جماعت کیوں ان کی ہر بات کو مان لیتی ہے۔ ان کی اگر ہر بات کو مان لیا جاوے۔ تو یہ رب والی پوزیشن ان کو دی گئی۔ اور اسلئے سب مشرک ہوئے۔ کیونکہ مصری صاحب یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جس شخص کے احکام کو بلا چون و چرا مان لیا جاوے۔ وہ رب ہوتا ہے۔ مگر اس مقام پر جا کر بھی مصری صاحب نے ٹھوکر کھائی ہے۔ ان کو یاد رہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے مقدس بزرگوں اور خلفاء کی باتوں کو ماننا در اصل خدا کی باتوں کو ہی ماننا ہوتا ہے۔ ان کے احکام ان کی ذات کی طرف سے نہیں ہوتے۔ بلکہ اس خدا کے احکام ہوتے ہیں۔ جسکی اطاعت وہ خود کرتے ہیں۔ اور لوگوں سے کرواتے ہیں۔

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر موجودہ خلیفہ صاحب کی ہر بات کو بلا چون و چرا مان لینا شرک ہے۔ تو کیا جب وہ مصلح موعود اصلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آئے گا۔ جو مصری صاحب کے نزدیک کسی آئندہ صدی میں آئے گا۔ تو اسکی ہر بات کو بلا چون وچرا ماننا شرک نہ ہوگا؟ یہ سوال مصری صاحب کو بھی کھٹکا ہے۔ اور وہ اس سوال کو اور اسکے جواب کو اپنی کتاب کے صـ۳۲ پر درج کرتے ہیں۔

"اگر کسی دوست کے دل میں یہ خیال گذرے کہ مصلح موعود کی اس شان کو مدنظر رکھتے ہوئے جو پیشگوئی کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ اگر اسکی اتباع بغیر چون وچرا کے شرک میں مبتلا کرنے کا موجب ہو سکتی ہے۔ تو جو بھی اس پیشگوئی کا مصداق ہوگا۔ اسکی اتباع شرک میں داخل ہوگی۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ میری تحقیق کا نتیجہ جیسا کہ بعد میں آپ لوگ معہ ثبوت ملاحظہ فرماویں گے۔ یہ ہے۔ کہ اس پیشگوئی کا مصداق مامور من اللہ اور حضرت مسیح موعود کی طرح اپنے زمانے کا حکم ہوگا۔ امر الٰی اللہ سے کھڑا کیا جائیگا۔ .... چونکہ اسکی اقتدا ر بھی اس زمانہ میں نجات کا موجب ہوگی۔ اسلیئے اسکی پیروی درحقیقت اسکی نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اکی ہے۔ اسلیئے اسکی پیروی میں شرک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ وہ شرک پیدا کرنے کا موجب ہو۔" (صـ۳۲)

یعنی مصری صاحب کے نزدیک ایسے شخص کی بلا چون وچرا اطاعت کرنی جو مامور نہ ہو۔ شرک ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ ہر شخص کی جو مامور نہ ہو۔ خواہ وہ کتنا ہی رفیع الدرجات بزرگ کیوں نہ ہو۔ بلا چون وچرا اطاعت نہ کی جائے۔ ماں باپ جو مامور نہیں ہوتے۔ اگر اپنی اولاد کو حکم دیں۔ تو ان کی اولاد کو ڈرنا چاہیئے۔ کہ اگر ہم نے بلا چون وچرا اطاعت کی۔ تو اسے رب والی پوزیشن حاصل ہو جائے گی۔ اگر ایک جرنیل اپنے سپاہیوں کو حملہ کا حکم دے۔ تو انہیں سوچنا ہوگا۔ کہ جرنیل کے احکام کو بلا چون وچرا ماننا اسے رب والی پوزیشن دینا ہوگا۔ اسلیئے بچنا چاہیئے۔ تا کہ شرک میں مبتلا نہ ہوں۔ اسی طرح اگر استاد اپنے شاگردوں کو سبق یاد کرنے کا حکم دے۔ تو ان کو سبق بلا چون وچرا یاد نہ کر لینا چاہیئے۔ کہ کہیں مشرک نہ بن جائیں۔ کیونکہ جب بھی کسی غیر مامور کی بلا چون وچرا اطاعت ہوئی۔ تو اسی وقت شرک میں ملوث ہو گئے۔

پس یہ ایک ایسا خطرناک اصل ہے۔ جو دنیا کے نظم ونسق کو مٹا کر دنیا میں ایک ہیجان اور اضطراب پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ کسی شخص کی بلا چون وچرا اطاعت شرک پیدا کرتی ہے۔ اسلیئے مصری صاحب کے نزدیک اطاعت جس پر اسلام نے بہت زور دیا ہے ایک ایسی خطرناک مرض ہے۔ جس سے شرک پیدا ہوتا ہے۔ اسلیئے کیا ہی اچھا ہو۔ کہ اطاعت کی ہی نہ جائے۔ مصری صاحب حسد اور تعصب آپ کو کہاں لے جا رہا ہے۔ پیغامیوں کی باتوں میں آ کر آپ بھی وہی بہکی بہکی باتیں کرنے لگے۔ آپ کا اس اصل کو پیش کرنا صرف اس لیئے ہے۔ کہ چونکہ موجودہ امام نے ماموریت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ بلکہ صرف خلیفہ ہیں۔ اسلیئے ان کی بلا چون وچرا اطاعت موجب شرک ہے۔ کیا مصری صاحب کے نزدیک یہی اسلامی اصل ہے؟ کہ خلیفہ جو غیر مامور ہو۔ جو کچھ بھی کہے۔ اس پر عمل کرنے سے پہلے ضرور اس سے جھگڑا کیا جاوے وہ اگر دلی کو دن کہے۔ تو اسکی یہ بات بھی بلا چون وچرا نہ مانیں۔ اگر ہر بات کی تعمیل سے خواہ وہ درست بھی نظر آئے۔ خلیفہ وقت سے بحث کرنا اور وجہ دریافت کرنا مصری صاحب کے نزدیک ضروری ہے۔ تو خلیفۂ وقت بیچارہ تو سخت مصیبت میں مبتلا ہو گیا۔

کیا خلافت راشدہ کے زمانے میں صحابہ کرام کا یہی دستور العمل تھا۔ کہ وہ بات بات پر خلفاء سے جھگڑتے تھے۔ اور جب تک خلفاء کے حکم کے سامنے چون وچرا نہ کر لیتے تھے۔ اطاعت نہ کرتے تھے۔ کیا مصری صاحب اس بات کا ثبوت دے سکتے ہیں؟ کہ صحابہ کرام نے ہمیشہ خلیفہ کے احکام پر چون وچرا کرنے کے بعد عمل کیا۔ اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر مصری صاحب کا ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی اطاعت کا طعنہ دیکر مشرک ٹھیرانا کس طرح جائز ہے۔ بڑے متقی اور مومن تو پھر اس صورت میں یا مصری صاحب ہوئے۔ یا ان کے موجودہ ہوا خواہ غیر مبایعین ٹھیرے۔ جنہیں اس چون وچرا کے مسئلے نے ہی تباہ کر کے مرکز احمدیت سے الگ کر دیا۔ اور باقی ساری جماعت کی اکثریت مصری صاحب کے نزدیک مشرک ٹھیری۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا ان خلیفوں کی اطاعت نے جو مامور نہ تھے۔ تمام جلیل القدر صحابہ کو نعوذ باللہ مشرک بنا دیا

مصری صاحب قرون اولیٰ میں جب تک سلسلہ خلافت کے ذریعہ مسلمانوں کی تمام طاقتیں اور قوتیں مجتمع رہیں۔ وہ ایک ہی خیالات اور جذبات کو لے کر اٹھے۔ اور ساون کی گھٹاؤں کی طرح دنیا پر چھا گئے۔ ان کی نگاہیں خلیفہ کے احکام کے لئے چشم براہ رہتیں۔ اور ان کی تلواریں خلیفہ کے ایک اشارے پر بے نیام ہوا کرتی تھیں۔ انہوں نے کبھی نہ سوچا۔ کہ خلیفہ جو مامور نہیں ہے۔ اسکی اطاعت خلیفہ کو رب والے مقام میں لے جا کر ہمیں مشرک بنا دے گی۔ اور جب بعض نے خلیفہ وقت کی اطاعت سے منہ موڑا۔ تو آپ کو یاد کہ کتنا دلسوز اور جگر گداز نظارہ پیدا ہوا تھا۔ کیا آپ کے نزدیک خوارج کا وجود کلنک کا ٹیکا نہیں۔

پس مصری صاحب اسلامی سیاست کا نظام یہی ہے۔ کہ اطاعت کیئے جاوؔ۔ تمام انسانی ترقیوں کا راز اسی گُر میں مضمر ہے۔ اس اصل کو نظر انداز کرتے ہوئے نہ تو کسی سکول کا انتظام قائم رہ سکتا ہے۔ اور نہ کسی کالج کا۔ نہ کسی دفتر کا نظم ونسق قائم رہ سکتا ہے۔ اور نہ کسی حکومت کا پس مصری صاحب کا پیش کردہ اصل ایک ایسا لایعنی اصل ہے۔ جس سے اسلام کا وہ بہترین اصل اور بہترین تعلیمی حصہ اطاعت امام کا فوت ہو جاتا ہے۔ پس مصری صاحب کا یہ اصول خلاف عقل۔ خلاف دانش و بینش اور خلاف قرآن و احادیث ہے۔

مصری صاحب کیا آپ کو سورہ نور کی وہ مشہور آیت بھول گئی۔ جس میں خلافت کا وعدہ دے کر اللہ تعالےٰ نے خلفاء کی شان یہ بیان فرماتا ہے:۔

یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئاً و من کفر بعد ذالک فاولٓئک ھم الفاسقون

کہ وہ خلفاء اللہ تعالےٰ کے عابد بندے ہوں گے۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیرائینگے اور جو لوگ اس کے بعد ان کا انکار کریں گے۔ یعنی ان کی اطاعت سے منہ موڑیں گے۔ وہ فاسقون یعنی بدعہدوں اور نافرمانوں میں شمار کیئے جائیں گے۔ کیا اس آیت میں خدا تعالےٰ نے خلفاء کی اطاعت کا حکم دیکر انہیں رب کا مقام دے کر مشرکانہ تعلیم دی ہے؟ اگر نہیں تو ہم بھی علے وجہ البصیرت حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی کو اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ اور مسیح موعود علیہ السلام کی بشارتوں کے ماتحت موعود خلیفہ یقین کرتے ہیں۔ پس خدا تعالےٰ کی تعلیم کے ماتحت ان کی بلا چون وچرا اطاعت کرنا سورہ نور کی مندرجہ بالا آیت کے ماتحت شرک نہیں۔ اور نہ انہیں رب کا مقام دینے کے مترادف ہے۔ اور نہ ہی وہ مشرک ہوں گے۔ جنہوں نے خلفاء کی اطاعت میں اپنے مالوں بلکہ اپنی جانوں کو بے دریغ قربان کرنے میں کوئی پروا نہ کی۔ اور دن رات ان خلفاء کی اطاعت اور فرمانبرداری میں نہ صرف منہمک رہے۔ بلکہ اس امر کو سعادت دارین یقین کرتے رہے۔ دیکھ لیجیئے۔ یہ خلفاء مامور نہ تھے۔ مگر صحابہ رضؓ نے ان کی اطاعت بدل وجان کی وہ خلفاء کے حکم کی اطاعت چون وچرا کرنے کے بعد نہیں کرتے تھے۔ ہاں وہ مشورے دے دیتے تھے۔ مگر عمل خلیفۂ وقت کے فیصلہ پر ہی کرتے تھے۔

مصری صاحب آپ کو یاد ہوگا۔ حدیث شریف میں نبیوں کے سردار نے فرمایا۔

"من اطاعنی فقد اطاع اللہ و من عصانی فقد عصی اللہ و من یطع الامیر فقد اطاعنی۔ و من یعص الامیر فقد عصانی۔" (بخاری)

یعنی جس نے میری اطاعت کی۔ اس نے خدا تعالےٰ کی اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اور جو امیر کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ میری اطاعت کرتا ہے۔ اور جو امیر کی بغاوت کرتا ہے۔ وہ میری بغاوت کرتا ہے۔

اس حدیث سے ایک امیر کی اطاعت جو غیر مامور ہے۔ خدا تعالےٰ کی اطاعت ہے۔ کیونکہ وہ امیر ایک مامور نبی کی اطاعت کرتا ہے۔ اسکی اطاعت اس نبی کی اطاعت ہے۔ اور بالواسطہ خدا کی اطاعت ہے۔ اسلیئے وہ شرک نہیں۔

پس جبکہ امیر کی بات کو نہ ماننا تو خدا کی نافرمانی ہے۔ تو ایک خلیفہ جو محض امیر سے بہت بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ ٹھکرانا اور نافرمانی کرنا یقیناً خدا کی نافرمانی ہوگا۔ جب امیر کی اطاعت اور بلا چون وچرا اطاعت شرک کا موجب نہیں۔ بلکہ اسی میں خدا کی رضا ہے۔ تو ایک خلیفہ کی اطاعت کو (جو ایک مامور نبی کا خلیفہ ہو۔ اور پھر خلیفہ بھی موعود خلیفہ) شرک قرار دینا حق کا خون کرنا ہے۔

مصری صاحب خوب یاد رکھیں۔ کہ خلیفہ وقت اور امام جماعت کی اطاعت ہی نجات کا موجب ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں:۔

"دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پائیں۔"

دیکھئے اس تحریر میں جب مرسلین اور نبیین کے علاوہ ائمہ اور خلفاء کی اطاعت کو بھی موجب نجات بتلایا گیا ہے۔ تو ہم کس طرح آپ کی طرح اطاعت امام سے منہ موڑ کر نجات کا دروازہ اپنے اوپر بند کرلیں۔

پس اگر اطاعت امام کا نام شرک ہے۔ تو اس کے مجرم ہم نہیں بلکہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے امام کے ایک ایک لفظ پر اپنی جانوں اور مالوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جانیں گنوا دیں۔ پس اگر سلف صالحین اور بزرگان صحابہ کے اس طریق عمل کا نام شرک ہے۔ تو یہ شرک ہمیں مبارک ہو۔ اور آپ اس خشک توحید کو جو صحابہ کے عمل اور اعتقاد کے خلاف ہو اپنے پاس ہی رکھیں۔ ہم تو ان احکام پر عمل کریں گے۔ جن پر عمل کرنے کی ہمیں ہمارے خدا اور رسول عربی صلعم نے تعلیم دی۔ اگر یہ شرک ہے۔ تو ہمیں قبول ہے۔ ہم تو اسی تعلیم پر عمل کریں گے جو ہمارے قرآن نے ہمیں دی ہے۔ اگر اس کا نام شرک ہے۔ تو ہمیں منظور ہے۔ ہم اس توحید سے جو خلاف قرآن۔ خلاف سنت اور خلاف احادیث ہو۔ باز آئے۔ یہ نرالی اور اچھوتی توحید مصری صاحب اور ان کے ہم نواؤں کو ہی مبارک ہو۔

اور کیا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو آنحضرت صلعم کی توحید پر بکلی عمل کرتے ہوئے مشرک کہلائے۔ اور کیا ہی مقدس ہے وہ وجود جو قرآن کی تعلیم پر عمل کرنے کی وجہ سے مشرک بنے۔

ہاں ہاں مصری صاحب! ذرا اتنا تو بتا دیں کہ اس اصل کا انکشاف کہ خلیفہ وقت کی اطاعت بلا چون و چرا نہیں کرنی چاہیئے۔ خروج از جماعت کے بعد ہی ہوا ہے۔ یا اس سے پہلے بھی آپ اس اصل کو درست سمجھتے تھے۔ اگر بعد میں ہوا ہے۔ تو خیر۔ اسکی حقیقت دنیا خوب سمجھتی ہے۔ کہ یہ سب کم بخت بغض و حسد کا کرشمہ ہے۔ لیکن اگر اس کا انکشاف آنجناب پر خروج از جماعت سے پہلے ہو چکا تھا۔ تو آپ بھیگی بلی بن کر کیوں خاموشی سے دیکھتے رہے۔ کہ ساری جماعت نعوذ باللہ مشرک اور دہریہ ہو رہی ہے آخر جماعت نے اطاعت امام صرف آپ کے خروج والے ہی سال تو نہیں اختیار کی۔ اس سے پہلے بھی وہ ایسی ہی مطیع تھی۔ اور پیغامی اسے وہی الزام دے رہے تھے۔ جو آپ نے دیا ہے۔ اگر آپ کو خروج از جماعت سے قبل یہ معلوم ہو چکا تھا۔ کہ جماعت مشرک بن رہی ہے۔ تو آپ نے چند ٹکوں کی خاطر کیوں ضمیر فروشی کر کے منافقت کا چولہ پہنے رکھا۔ کیا آپ ناراض نہ ہو کر اس "تلخ حقیقت" کا انکشاف فرماویں گے۔ دیدہ باید۔

آپ کی احمدیت سے ہمدردی اور جماعت کے غم کو پڑھ کر بے اختیار میری زبان سے یہ کسی کا شعر جاری ہوا۔ ؎

آنے والے کسی طوفان کا رونا رو کر
ناخدا نے مجھے ساحل پہ ڈبونا چاہا

(باقی پھر)

خیر اندیش ڈاکٹر قاضی محمد بشیر قریشی کوروال

وصیت نمبر ۵۴۵۷۔ منکہ گلاب بی بی زوجہ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۰/۸/۳۹ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد مبلغ ایک سو روپیہ حق مہر ہے۔ جو میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ نیز مبلغ ۲۰/- روپیہ کا زیور ہے۔ یعنی کل مبلغ ۱۲۰/- روپے۔ میں اس کے چوتھے حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۴ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ:۔ گلاب بی بی موصیہ۔ گواہ شد حافظ نور محمد بقلم خود۔ گواہ شد:۔ رحمت اللہ شاکر بقلم خود۔

درخواست اجراء اخبار

بندہ ایک غریب اور نادار دیہاتی آدمی ہے اخبار فاروق اور احمدی لٹریچر کا نہایت ہی شائق ہوں۔ کوئی صاحب ایک سال بطور خیرات اخبار فاروق بنام بندہ جاری کرا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

پتہ:۔ احمد الدین معرفت محمد داؤد سکرٹری گھلن زمیندارہ سوسائٹی بابر خاتوئی (ببر کھائی) ڈاکخانہ گھلن براستہ قصور۔ ضلع لاہور۔

مرض بے روزگاری کا نہایت مفید علاج

دنیا میں بہت سی مصیبتیں ہم نے اپنی بے وقوفی سے پیدا کرلی ہیں۔ چنانچہ بے روزگاری کے مسئلہ پر ہی ذرا گہری نظر ڈال لیں۔ آخر سرکاری اور ذاتی محکموں میں پڑھے لکھے آدمیوں کی کہاں تک کھپت ہو سکتی ہے۔ ہر ملک میں جہاں تعلیم نے ترقی کی ہے۔ تعلیم یافتہ آدمی سارے کام کرتے نظر آتے ہیں۔ یہاں ابھی تک تعلیم یافتہ فرقہ کو ہاتھ سے کام کرنا ناگوار ہوتا ہے۔ لڑائی یورپ میں چھڑ گئی۔ اور نہ معلوم کب تک رہے گی۔ اب وہاں سے جو مال ہندوستان آتا تھا۔ وہ نہ آئے گا۔ اور اگر آئے گا۔ تو بہت کم مقدار میں آئے گا۔ اور زیادہ قیمت مانگے گا۔ اس کا تجربہ ہندوستان کو پہلی لڑائی میں کافی ہو چکا ہے۔ اس موقعہ پر اگر ہم وہ چیزیں جو یہاں کمی سے آئیں گی۔ اور گراں قیمت پر چلیں گی۔ اسجگہ تیار کرنی شروع کر دیں۔ اور ان کو اسی قیمت پر فروخت کریں۔ تو وہ کام جن کا معمولی حالت میں چلنا دشوار ہوتا۔ اب آسانی سے چل سکتے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ ہم ہمیشہ ہمیش کے لئے نہ صرف ہندوستان کے بازاروں کو بلکہ دوسرے ملکوں کے بازاروں کو بھی اپنے ہاتھ میں لے سکتے ہیں۔

مثال کے واسطے Oil cloth آئل کلاتھ اور Floor cloth فلور کلاتھ کو ہی لے لیجئے۔ یہ دونوں چیزیں ۳۶-۱۹۳۵ء میں غیر ملکوں سے ہندوستان نے ۸۶۹۱۵۷ روپیہ کی خریدیں۔ جس میں سے ۳۳۸۰۰۰ روپیہ کی برطانیہ سے ۱۱۸۰۰۰ روپیہ کی بلجیم سے ۳۱۰۰۰ روپیہ کی فرانس سے اور اسی قدر تعداد کی جرمن سے۔ اب ان ملکوں سے اس مال کا ملنا دشوار ہے۔ اور اگر ملا بھی۔ تو بہت کم مقدار میں اور گراں قیمت پر۔ پھر جو بات ہمارے خاص فائدے کی ہے۔ وہ یہ کہ جن چیزوں سے یہ مال طیار ہوتا ہے۔ ان میں سے اکثر ہمارے ملک میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور غیر ملکوں کو بہت تھوڑی قیمت پر جاتی ہیں۔ اور وہاں سے اس کا عمدہ اور بڑھیا مال تیار ہو کر پھر ہم ہی کو چوگنے پنج گنے نہیں نہیں کبھی کبھی دس پندرہ گنے داموں میں دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح ہماری جوتی اور ہمارے سر کا مسئلہ بالکل صحیح طور سے ہم پر عاید ہوتا ہے طرہ یہ ہے۔ کہ یہ مال ہمارے یہاں جاپان سے ابھی تک بہت کم آتا ہے۔ یعنی سال متذکرہ بالا میں صرف ۲۳۰۰۰ روپیہ کا مال آیا تھا۔ البتہ امریکہ سے اسکی آمد ایک لاکھ روپیہ کی ہوئی تھی۔ جاپان کی روزافزوں ترقی اور تجارت کی جانب توجہ سے آپ ناواقف نہیں ہیں۔ اگر ہم اس وقت اس کام کی جانب سے غفلت کریں گے۔ تو وہ اس دستکاری کو بھی ہڑپ لے گا۔ نادر موقعہ اس وقت یہ ہے۔ کہ جاپان بھی اس وقت چین کی لڑائی میں لگا ہوا ہے۔ اسواسطے یہ خداداد موقعہ اگر ہاتھ سے نکل گیا۔ تو سوائے دست تاسف ملنے کے اور انگشت بدنداں جاپان اور امریکہ کی طرف نگاہ کرنے کے اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

یہ بھی ایک خوبی کی بات ہے۔ کہ یہ کام بہت چھوٹے چھوٹے کارخانوں میں تیار ہو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ معمولی آدمی محض پچاس روپیہ کے سرمایہ سے ایک دوکان یا گھر میں اس دستکاری سے اپنا اچھی طرح گذارہ کر سکتے ہیں۔ اور ملازمت کی ذلت اور دست بستہ سلام کرنے اور حکام کے سامنے نیچی نگاہ کئے ہوئے ناگفتہ باتوں اور لعنت ملامت کے کلام سننے کی خفت سے بچ سکتے ہیں۔ اب سوال یہ باقی رہ جاتا ہے۔ کہ اس کام کے لئے تعلیم کہاں پائیں۔ اس کے لئے ہم بلند شہر کی طرف نظر ڈالیں۔ یہاں پر یہ کارخانہ گورنمنٹ کی امداد سے اسی سال میں جاری ہوا ہے۔ قریب ایک سال کے اس کو کام کرتے ہو گیا۔ یہ ہر قسم کا آئل کلاتھ۔ چھتریاں۔ ہولڈ آل۔ ترپان برساتی۔ تانگوں کے اوپر کے کپڑے وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ اور معمولی قیمت کے تیار کر رہا ہے۔ یہاں کی چیزیں نہ صرف قرب و جوار کے اضلاع میں بلکہ غیر صوبوں میں بھی جا رہی ہیں۔ اور نہایت درجہ پسند کی جاتی ہیں۔

اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس کارخانہ کے ساتھ اس فن کو سکھانے کے لئے ایک اسکول بھی قائم کیا گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس میں ہائی اسکول پاس یا فیل یا مڈل پاس لڑکے جن کی عمر ۱۶ سال سے زیادہ ہو۔ بلا کسی قسم کی فیس کے لئے جاتے ہیں۔ مگر یہ بلا فیس کی رعایت محض یو۔پی کے باشندوں کے لئے ہے۔ دوسرے صوبوں کے لڑکوں کو فیس دینی پڑتی ہے۔ تعلیم کا کورس صرف چھ ماہ کا ہے۔ موجودہ کلاس کے چلے جانے کے بعد دوسری کلاس ۲ر جنوری ۱۹۴۰ء سے شروع کی جائے گی۔ آئندہ جنوری سے اسکول میں دو کلاسیں ہو جائیں گی۔ ایک میں وہ طلبا ہوں گے۔ جو ہائی اسکول یا اس سے آگے کا کوئی امتحان پاس ہوں۔ اور دوسری کلاس میں وہ لڑکے داخل ہو سکیں گے۔ جو ہندی یا اردو مڈل پاس ہوں۔ یا اردو یا ہندی اور حساب اچھی طرح جانتے ہوں۔ یہ اسکول ہندوستان بھر میں اپنی طرز کا نرالا ہے۔ واٹر پروف بنانے کا کام بھی ہندوستان میں بہت کم کیا جاتا ہے۔ اور کوئی اسکول اس کے سکھانے کے واسطے موجود نہیں ہے۔ بے روزگار نوجوانوں کے لئے یہ ایک نعمتِ عظیمہ ہے۔ داخل ہونے والے صاحبوں کے لئے مناسب ہے۔ کہ جلدی کریں۔ ورنہ تعداد پوری ہو جانے پر آئندہ موقعہ کا انتظار کرنا پڑیگا۔

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

ایک صاحب کے چند سوالات کے جواب

ایک غیر احمدی دوست نے چند سوالات کئے ہیں۔ جن کے جوابات افادۂ عام کے لئے اخبار میں شائع کئے جاتے ہیں۔

پہلا سوال

"عیسٰیؑ علیہ السلام سب سے پہلے ملک شام میں دمشق کی جامع مسجد میں دو چادریں پہنے ہوئے نماز صبح کے وقت تشریف لائیں گے۔ اگر واقعی مرزا غلام احمدؐ صاحب اس حدیث مرقومہ کے مصداق ہیں تو سرِ تسلیم خم ہے۔ اس حدیث میں تاویل نہ کی جائے۔ بلکہ یا تو اس کے مقابل کوئی اور حدیث ہو۔ جس میں لفظ شام کی جگہ پنجاب اور دمشق کی جگہ قادیان ہو۔ بحوالہ کتاب تحریر فرماویں"۔

جواب:۔ خدا تعالےٰ کے مرسلین کی مخالفت کرتے ہوئے مخالفین ہمیشہ ایسے ہی اعتراض کرتے رہے ہیں۔ کہ وہ فلاں جگہ کیوں آگیا۔ فلاں جگہ پر آنا چاہیئے تھا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مخالفین کا اعتراض اب تک انجیل میں موجود ہے۔ کہ "کیا ناصرہ سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہے۔" (یوحنا ۱/۴۶) گویا یہود کی نظر میں ناصرہ کی بستی اس قابل نہ تھی۔ کہ خدا کا مسیح ایسا برگزیدہ نبی وہاں پیدا ہو۔ دُور کیوں جائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر اور کونسا نبی یا رسول ہو سکتا ہے۔ مگر اعتراض کرنے والوں نے وہاں بھی یہ اعتراض کیا۔ کہ لولا نزل ھٰذا القراٰن علےٰ رجل من القریتین عظیم (زخرف ۴/۳) کہ کیوں یہ قرآن مجید مکہ اور طائف کے کسی بڑے آدمی پر نازل نہیں کیا گیا۔ گویا منکرین کے نزدیک محمد رسول اللہؐ جیسی ہستی اس قابل ہی نہ تھی۔ کہ آپ کو اس نعمت کا مستحق قرار دیا جاتا۔ سو بالکل یہی اعتراض اسجگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا گیا ہے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت مخالفین کے اسی اعتراض کے ساتھ ہی یہ جواب دے دیا تھا۔ کہ اھم یقسمون رحمۃ ربک (زخرف ۴/۳) کہ کیا یہ اعتراض کرنے والے خدا تعالےٰ کی رحمت کو تقسیم کرنے کے ٹھیکیدار ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ (انعام ۱۵/۴) دنیا کی اصلاح کے لئے مصلح اور اس کے مقام کا انتخاب اللہ تعالےٰ نے اپنے اختیار میں رکھا ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مسیح موعود کی بعثت کے مقام میں جب خود روایات میں اختلاف موجود ہے۔ تو اب اس پیشگوئی کے ظہور سے پہلے ہمارا کسی مقام کو خصوصیت سے مقام بعثت قرار دینا درست نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہم کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ان روایات میں سے وہی روایت درست ہے۔ جس کے مطابق پیشگوئی کا ظہور ہوا۔ اختلافات روایات دربارہ مقام بعثت مسیح موعودؑ کے لئے ملاحظہ ہو:۔

(۱) المنارۃ البیضاء والی حدیث میں "عند" کا ذکر کرکے منارہ بیضا کے قریب مسیح موعود کا مقام بعثت ٹھیرایا گیا ہے۔

(۲) معترض نے اپنی پیش کردہ روایت میں "دمشق کی جامع مسجد" میں مقام نزول بتایا ہے۔

(۳) مسلم شریف میں بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الفتن صفحہ ۴۶۲ میں مسلمانوں کے لشکر کو مسیح کا جائے نزول قرار دیا گیا ہے۔

(۴) حاشیہ ابن ماجہ مجتبائی صفحہ ۳۰۶ میں حافظ ابن کثیر نے جو متعدد روایات اس بارہ میں بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک میں "وفی روایۃ بالاردن" اردن کو جائے نزول بتایا گیا ہے۔

(۵) کنز العمال جلد ۶ میں "ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم علیٰ جبل افیق" افیق پہاڑ کو مقام بعثت ٹھیرایا گیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحؒ فرماتے ہیں۔

"حدیث نزول عیسٰی ببیت المقدس عند المصنف وھو ارجح ولا ینافیہ سائر الروایات لان بیت المقدس وھو شرقی دمشق" (ابن ماجہ جلد ۲ حاشیہ صفحہ ۲۶۵ مصری)۔

یعنی ابن ماجہ کے نزدیک بیت المقدس میں نزول عیسٰیؑ کی روایت موجود ہے۔ اور یہی سب سے ارجح ہے۔ باقی روایات اس کے منافی نہیں۔ کیونکہ بیت المقدس دمشق کے مشرق میں ہے۔ بالکل یہی مضمون محدث ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۱۹۷ میں بیان فرماتے ہیں۔

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ خود محدثین نے بھی مسیح موعود کے مقام بعثت کے اختلاف کو محسوس کیا ہے۔ اور انہوں نے تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ ان کے نزدیک اگر کوئی توجیہ ہو سکتی ہے۔ تو یہی کہ "شرقی دمشق" سے مراد دمشق کا مشرق ہے۔ اب معترض صاحب کا یہ کہنا۔ کہ "اس حدیث میں تاویل نہ کی جائے"۔ اگر درست ہے۔ تو اسکی زد ان بزرگانِ امّت پر پڑتی ہے۔ جو مقام بعثت مسیح موعود کے بارہ میں اختلاف روایات کی بنا پر ان روایات میں تطبیق کی غرض سے تاویل کرتے ہیں۔ نہ کہ ہم پر۔ بالخصوص جبکہ ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہی ایک دوسری روایت کے مطابق اسکو پاتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ دجّال کے ظہور کے لئے احادیث میں جو مقام مذکور ہے۔ وہ نہ تو یمن ہے۔ نہ ہی شام۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:۔ یاتی المسیح من قبل المشرق (مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۴) یعنی مسیح دجال مشرق سے آئے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ بل من قبل المشرق ماھو واوما بیدہ الی المشرق" (مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۶) یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا۔ کہ دجال مشرق میں ظاہر ہوگا۔ اور چونکہ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسیح موعود کو بیت اللہ کے گرد دجال کا تعاقب کرتے ہوئے دیکھا ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۶) اسلئے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ مقامِ بعثت مسیح موعود بھی مدینہ منورہ سے مشرق میں ہے۔ جس میں دجال کا ظہور ہونا تھا۔ اور بائیبل سے بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے قول سے اسکی تصدیق ملتی ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے:۔ "جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے۔ ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔" (متی ۲۴/۲۷-۲۸)

اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ دمشق کا "المنارۃ البیضا" نزول مسیح کی جگہ نہیں۔ کیونکہ دمشق مدینہ منورہ سے مشرق میں نہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اس منارہ کو "فی دمشق" دمشق میں نہیں فرمایا۔ بلکہ "شرقی دمشق" یعنی دمشق سے جانب مشرق کوئی مقام قرار دیا ہے۔ ان دونوں مقاموں کو ملانے سے صاف کھل گیا۔ کہ مسیح موعود کا مقام بعثت وہ ہے۔ جو مدینہ منورہ سے بھی مشرق میں ہے۔ اور دمشق سے بھی جانب شرق ہے۔ جیسا کہ "شرقی دمشق" کے معنے امام سیوطی رحؒ اور سندھی وغیرہ نے کئے ہیں۔ اور اب واقعات نے بھی بتا دیا۔ کہ یہی امر درست ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی کو جس مقام سے مبعوث کیا۔ یعنی قادیان سے وہ دمشق سے بھی مشرق میں ہے۔ اور مدینہ منورہ سے بھی جانب شمال واقع ہے۔ اور صبح کے وقت مسیح موعودؑ کا نزول دراصل اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ اس کے آنے کے ساتھ پھر اسلام کا دن طلوع کرے گا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دو زرد چادروں سے علم تعبیر کی رو سے دو بیماریاں مراد ہیں۔ کہ مسیح موعود کو دو بیماریاں لاحق ہوں گی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو واقع میں دو بیماریاں لاحق تھیں۔

دوسرا سوال:۔ "حضرت عیسیٰ دجّال کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے۔ اور اس کا باقی لشکر مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کیا جائیگا سوائے مذہب اسلام کے دنیا میں کوئی دوسرا مذہب نہ ہوگا۔ کیا مرزا صاحب نے دجال کو قتل کیا۔ اگر انگریز ہی دجّال ہیں۔ تو کیا مرزا صاحب نے قتل کیا۔ آج تو دنیا میں مذاہب باطلہ اتنے پھیلے ہوئے ہیں۔ کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔"

جواب:۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ قتل دجال سے مراد تلوار کے ذریعہ قتل کرنا نہیں کیونکہ یہ تو آیت قرآنیہ "لا اکراہ فی الدین" کہ دین کے بارہ میں کسی پر جبر و اکراہ جائز نہیں کے صریح خلاف ہے۔ اور ایسی صورت میں جو آپ لوگوں کے مزعومہ مسیح آئیں گے۔ تو کیا لوگوں کو جبراً مسلمان بنا کر اس حکم کی خلاف ورزی کریں گے۔ اور اس صورت میں مخالفین اسلام کے اس مشہور اعتراض کا کیا جواب ہوگا۔ کہ "اسلام بزور شمشیر پھیلا"۔ جبکہ آپ لوگوں کے عقائد اور عملی رنگ اس کے ممد ہوں گے؟

سو یاد رہے۔ کہ دجال کے قتل سے مراد اس کے عقائد مذہبی کا ابطال ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں اسی امر کو "یکسر الصلیب" (مسلم) کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اسکی شرح میں لکھا گیا ہے۔ "یرید ابطال الشریعۃ النصاریۃ" (مجمع بحار الانوار صفحہ ۲۵۹) "المراد من کسر الصلیب اظہار کذب النصاریٰ" (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۵۸۴) کہ کسر صلیب سے مراد عیسائیت کے مذہب کو دلائل سے باطل کرنا ہے۔ سو بلاشبہ یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا۔ اور عیسائیت کے مایہ ناز عقائد جن پر ان کے مذہب کی بنیادیں جن امور پر قائم تھیں۔ ان کو مسمار کر کے رکھ دیا۔ مثلاً الوہیت مسیح کفارہ وغیرہ کہ ان دونوں کی بنیاد ہی حضرت مسیح ناصری کے صلیب پر مرنے اور پھر زندہ ہونے پر ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدلائل قطعیہ از روئے قرآن و حدیث اور بائیبل ثابت کر دیا۔ کہ حضرت مسیح وفات پا چکے ہیں۔ اور کہ ان کی صلیب پر ہرگز موت واقع نہ ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ دلائل کے ساتھ کھڑے ہونے والے احمدی مناظرین کا عیسائیوں کے پادری تک مقابلہ کرنے سے احتراز کرتے ہیں۔ ہاں الزامی طور پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ جبکہ آپ لوگوں کے نزدیک حضرت مسیح کے دم سے کافر مر جائینگے۔ تو دوسرے مسلمانوں کو دجال کے لشکر کے قتل کی ضرورت کیسے پیش آسکتی ہے؟ ایسا ہی اگر یہ بھی درست ہے۔ کہ حضرت مسیح ؑ کی آمد پر "سوائے مذہب اسلام کے دنیا میں کوئی دوسرا مذہب نہ ہوگا۔" تو مسلم شریف کی حدیث میں جن ستر ہزار یہود کی نسبت آتا ہے۔ کہ وہ دجال کے ساتھ ہو جائیں گے۔ وہ کہاں سے آجائیں گے؟ اور حضرت مسیح کی تعلیم سے اگر ساری دنیا فوراً بصمیم قلب ایماندار ہو جائے گی۔ تو وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ - اغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء وغیرہ آیات میں جو حضرت عیسیٰ کے منکرین کا تا قیامت رہنا مذکور ہے۔ اسکی کیا تشریح ہوگی؟ اور کیا مسیح کی روحانیت اور قوت قدسیہ کا یہ اثر کہ ان کی تبلیغ سے ساری دنیا ایماندار ہو جائے گی۔ آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر افضل تو ثابت نہ کرے گا؟

اور اگر کہو۔ کہ وہ لوگ جو حضرت مسیح ؑ پر ایمان لائیں گے۔ وہ دل سے آپ کے معتقد نہ ہوں گے۔ بلکہ حضرت مسیح اور ان کے ساتھیوں کی تلوار کے خوف سے ایمان کا اظہار کرینگے۔ تو کیا حضرت مسیح کی تبلیغ کا یہ پھل منافقت سے بھرا ہوا نہ ہوگا۔ کیونکہ ایمان تو زبان کے اقرار اور دل سے اسکی تصدیق کا نام ہے اور اگر اندر کفر ہو۔ اور ظاہر میں ایمان ہو۔ تو یہ صریح منافقت ہے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ جیسا کہ قرآن کریم نے بھی بتایا ہے۔ مسیح موعود کی آمد کی اغراض میں سے ایک بڑی بھاری غرض "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ" (سورہ صف ع ۱) دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر کے دکھانا ہے۔ سو یہ وہ کام ہے۔ جس کے اعلیٰ دلائل کا آج احمدیت کے ذریعہ دنیا اقرار کرتی چلی جا رہی ہے یہاں تک کہ اب یہ پودا جس کا بیج حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں بویا تھا۔ قادیان سے نکل کر تمام اکناف عالم تک جا پہنچا ہے اور اب وہ دن دور نہیں بلکہ نزدیک ہیں۔ جبکہ تمام دنیا میں حقیقی مذہب اسلام ہی مقبول ہوگا۔ اور جو رہ جائیں گے۔ وہ معمولی ذلیل اور حقیر لوگ ہوں گے۔ (باقی)

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل قادیان

اسلام چین میں - تاریخی حالات

(فاروق کے خصوصی نامہ نگار مقیم چین کی چٹھی)

فاروق کی کسی گذشتہ اشاعت میں چین میں اسلام اور اہل اسلام کی آمد کا مختصراً ذکر کیا گیا تھا۔ آج اسی مضمون کو ایک دوسرے رنگ میں مفصل ناظرین فاروق کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

بعض پرانی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب سے پہلا اسلامی وفد حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد مبارک میں بحر الہند کے راستے کنٹن دار الخلافہ جنوبی چین میں اللہ تعالےٰ کے آخری پیغام اسلام کو لے آیا۔ اس فدائی قافلہ کی آمد کا سنہ ۶۵۱ء تواریخ قدیمہ میں وارد ہوا ہے۔

ایک روایت یہ بھی ہے۔ کہ سید الانبیاء حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے ہی میں تین اصحاب سمندر کے رستہ عازم چین ہوئے۔ دو صحابہ سفر سے رستہ میں شہید ہو کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اور تیسرے پیغام توحید حق کی امانت لے کر کنٹن پہنچے۔ اور بادشاہ وقت کو دعوت اسلام دی۔ اصنام پرستی کے خلاف جہاد کیا۔ ایک مسجد بنانے کی سعی کی۔ چنانچہ مسجد شوق الی النبی انہیں کی سعی مشکور کا نتیجہ ہے۔ ان کا اسم شریف بعض روایات میں حضرت سعد اور بعض میں حضرت وہب ابو کبشہ واقع ہوا ہے۔ ان کا مقبرہ بھی کنٹن ہی میں ہے۔ جو صحابی کے مقبرہ کے نام سے موسوم و مشہور ہے۔

انگریزی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چین کے بادشاہ کو ایک تبلیغی مکتوب مبارک رقم فرمایا۔ جو اس نے عزت اور ادب سے نہایت غور سے پڑھا۔ خشکی کے رستہ ماوراء النہر کی طرف سے مسلمان ترکستان کی طرف بڑھے۔ مغربی چین میں اسلام کی تبلیغ انہیں لوگوں کے ذریعہ پہنچی۔ شمالی چین میں ایک بغاوت کو فرو کرنے کے لئے بادشاہ وقت کی درخواست پر حضرت ابو جعفر نے ۷۵۵ء میں ایک فوج بھیجی۔ جو بغاوت فرو کرنے کے بعد چین میں ہی آباد ہو گئی۔ شمالی چین میں انہیں کے ذریعہ اسلام پہنچا۔

گذشتہ مضمون (جس کا ذکر ابتداء میں کیا گیا ہے) میں اس فوج کے متعلق مفصل لکھا جا چکا ہے۔

اپنے گذارہ کے لئے مسلمانوں نے تجارت شروع کی۔ جو آہستہ آہستہ بہت ترقی کر گئی۔ اور جنوب سے لے کر شمال تک مسلمان اپنی تجارت کو فروغ دینے میں کامیاب ہو گئے۔ اور ساتھ ساتھ اسلام کی صداقت کا سکہ بھی لوگوں کے دلوں میں نقش کرنے میں کامیاب ہوتے گئے۔ ۷۴۲ء میں Sianfu میں جامع مسجد تعمیر ہوئی۔

ابتداء میں مسلمانوں کے تبلیغی جوش اور پاک نمونہ کا امراء و غرباء پر یکساں اثر ہوا۔ چنانچہ ایک غیر مسلم رئیس نے کتبہ پر حضرت رسول اکرم صلعم کی تعریف میں ایک عبارت لکھی۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ "عرب کا فلاسفر محمد (حضرت محمد صلعم) چین کے فلاسفر کنفیوشس کے بعد پیدا ہوا۔ دونوں کے درمیان مدت اور مسافت کا بڑا بُعد تھا۔ زبان کا اختلاف تھا۔ لیکن ان کا قلب ایک ہے۔ وہ فلاسفر محمد (صلعم) تو فوت ہو گیا۔ لیکن اس کے آثار باقی ہیں۔ آسمان اور زمین کی خبریں اسے دی جاتی تھیں۔ دنیا اور آخرت کا اسے علم بخشا گیا تھا۔ اس نے اپنے اتباع کو یہ سکھایا۔ کہ اپنے جسموں کو غسل اور وضو سے پاک کرو۔ اور روح کو کسر شہوات سے اور نفسوں کو روزے سے اور نیکی میں کوشش کرنے کی اور بدی سے بچنے کی تعلیم دی۔ اور لوگوں سے صدق نیت اور وفا سے سلوک کرنے کا حکم دیا۔ اور تعاون کرنے کا ایک ذریعہ نکاح ٹھہرایا۔ نیز جنازے کے ساتھ جانا۔"

اسی طرح (Ming) منگ خاندان کے بادشاہ وت سنگ (Wu Tsung) نے اپنے درباریوں سے ایک گفتگو میں کہا۔ کہ "کنفیوشس کا مذہب دنیا کے معاملات کی اصلاح کے طریق بتاتا ہے۔ اور عالم غیب سے بے خبر رکھتا ہے۔ بدھ مذہب غیب کے پردے کھولتا ہے۔ پر فطرت کی طرف رجوع نہیں پیدا کرتا۔ غرض تمام مذاہب ایک ایک طرف جھکے ہوئے ہیں۔ لیکن اسلام خدائے خالق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا عرفان اور معقول قوانین سکھاتا ہے۔ یقیناً یہی ایک مذہب باقی رہے گا۔ جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں۔

اسی منگ خاندان کے ایک اور بادشاہ نے حضرت رسول کریم کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا ہے۔

ابتدا میں جوشِ تبلیغ۔ تجارت کے ذریعہ تعلقات۔ چینیوں میں شادی کرنے عام میل جول وغیرہ امور سے اسلام کی کافی ترقی ہوئی۔ بعد میں پہلا جوش سرد ہو گیا۔

مذہبی لحاظ سے مسلمانوں کے ساتھ حکومت کا رویہ عام طور پر اچھا رہا۔ تعصب کا جنون صرف شاہ ووسنگ کے وقت میں (۸۴۵ء) میں ہیبت ناک صورت میں ظاہر ہوا۔ لاوتسے جو ایک مذہبی لیڈر تھا کے مریدوں نے بادشاہ کو بدھ مت کے خلاف اکسایا۔ بدھ مت کے چار ہزار مندروں کا انہدام اور اوقاف کی ضبطی کا حکم جاری ہوا۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں۔ پارسیوں اور عیسائیوں کے ساتھ بھی تشدد آمیز سلوک کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں مسلمانوں۔ پارسیوں اور عیسائیوں نے ہوانگ چاؤ کی سرکردگی میں متحدہ طور پر اعلان جنگ کر دیا۔ اس لڑائی میں ایک لاکھ بیس ہزار مسلمان عیسائی اور پارسی مارے گئے۔ اس کے بعد ۱۸۵۵ء تک امن رہا۔ اور مسلمانوں کے حکومت اور غیر مسلم لوگوں کے ساتھ عام طور پر اچھے تعلقات رہے۔

۱۸۵۵ء سے لے کر ۱۸۷۳ء تک صوبہ یونان کے مسلمانوں اور حکومت کے درمیان شدید جنگ جاری رہی۔ یہ مذہبی جنگ نہ تھی۔ گو اسلامی ہمدردی کی وجہ سے تمام اسلامی آبادی میں جوش پھیل گیا۔ ابتداء میں جھگڑا چینی اور مسلمان مزدوروں سے شروع ہوا۔ جو کانوں میں کام کرتے تھے۔ شروع شروع میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ مسلمان جرنیل توُوین سین نے اپنی سلطنت کا اعلان کر دیا۔ تلیفو پر قابض ہو گیا۔ اور وہی اپنا دارالحکومت بنایا۔ گھر کے بھیدی مسلمان بھائیوں نے ہی غداری کی۔ اور شاہی لشکر نے مسلمانوں کی طاقت کو توڑ دیا۔ سلطان تووین سن اطاعت اختیار کرنے سے پیشتر زہر کھا کر ہلاک ہو گیا۔ اور اس کی وفات کے بعد مسلمانوں کا قتلِ عام کیا گیا۔

ایک اور لڑائی صوبہ شنشی شمالی چین میں مسلمانوں اور حکومت کے درمیان ۱۸۶۱ء تا ۱۸۷۷ء ہوئی۔ اس کا صوبہ یونان کی لڑائی سے کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ بھی کوئی مذہبی بنا پر نہ تھی۔ اس کی ابتدا یوں ہوئی۔ کہ ایک باغی سردار کے مغلوب ہونے پر مسلمانوں اور چینیوں کے درمیان مالِ غنیمت کی تقسیم پر جھگڑا شروع ہو گیا دریائے زرد کی وادی سے یہ لہر اٹھی۔ اور چینی ترکستان تک طوفان بپا ہو گیا۔ یعقوب بیگ نامی مسلمان نے اپنی حکومت کا اعلان کیا۔ اور امیر کانسو کا لقب اختیار کیا۔ ۱۸۷۱ء میں چینی جرنیل سوچنگ تانگ شہر جوشانشی صوبہ میں واقع ہے پر حملہ آور ہوا۔ یہ علاقہ نہایت دشوار گذار ہے۔ لیکن جنرل سوچنگ تانگ نے نہایت تحمل اور صبر سے یہ راستہ طے کیا۔ فوجیں پڑاؤ کرتی گئیں۔ اور فصل بھی بوتی گئیں۔ جب فصل پک کر تیار ہوتے۔ لشکر کے لئے زادِ راہ کا کام دیتے۔ اسی طرح کئی سال سفر کے بعد یہ فوج چینی ترکستان پہنچی۔ ۱۸۷۳ء میں یعقوب بیگ نے اطاعت اختیار کر لی۔ ۱۸۷۷ء میں شاہی اقتدار قائم کر لیا گیا۔ جنرل سوچنگ مذکور نے مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ اور دلجوئی کرنے کی کوشش کی۔ یعقوب بیگ کے مظالم سے لوگ تنگ آ چکے تھے۔ چینی جنرل کے عمدہ سلوک نے اور بھی زیادہ جذبات نفرت یعقوب بیگ کے خلاف پیدا کر دیئے۔ یعقوب بیگ کی وفات کے بعد جانشینی کا سوال پیدا ہوا۔ اس پر پھر جھگڑا شروع ہو گیا۔ یہ تنازع شاہی اقتدار قائم کرنے کے لئے مفید ثابت ہوا۔ کیونکہ مخالف طاقت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ کانسو صوبہ کے مغربی حصہ میں ۱۸۹۹ء میں مسلمانوں اور حکومت کے درمیان لڑائی ہوئی۔ دوسری شورش ۱۹۰۵ء میں اسی علاقہ میں ہوئی۔ لیکن یہ جلد فرو ہو گئی۔ کانسو صوبہ میں آبادی کا اکثر حصہ مسلمان ہی ہیں۔ اور وہاں عربی فارسی تعلیم کا بھی مسلمانوں نے مدارس قائم کر کے انتظام کر رکھا ہے۔

چین میں مسلمان سول اور فوج میں اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر ممتاز رہے ہیں۔ اور جمہوریت کے بعد ریپبلک کے زمانے میں بھی (۱۹۱۲ء سے) ان سے بے تعصبی اور انصاف کا برتاؤ کیا گیا۔ اور اب بھی یہی حال ہے۔ عہد جمہوریت میں جرنیل صوبوں کے والی اور صوبجاتی کونسلوں کے پریذیڈنٹ بھی مسلمان رہے ہیں۔ لیکن یہ ترقی ذاتی حیثیت سے تھی۔ بحیثیت مسلمان نہ انہوں نے کبھی کوشش کی۔ اور نہ ایسا قومی سوال ہی ملازمتوں کی تقسیم وغیرہ میں پیدا ہوا۔ آج کل بھی ایک صوبہ کا گورنر مسلمان ہے۔ اور اور بھی بہت سے مسلمان اعلیٰ عہدوں پر ہیں۔

چین کے قومی جھنڈے میں بھی اسلامی جھنڈے کا رنگ داخل ہے۔

آج کل مسلمانوں کی اقتصادی حالت عموماً گری ہوئی ہے۔ پیکنگ۔ شنگائی۔ ٹنٹگس اور یونان میں مسلمان کچھ تجارت کرتے ہیں۔ باقی علاقوں میں اقتصادی حالت بہت ابتر ہے۔ صوبہ کانسو۔ صوبہ یونان اور باقی اندرونی چین کے حصص میں مویشیوں کی تجارت کرتے ہیں۔ شہروں میں کہیں کہیں گوشت کی دوکانیں رکھتے ہیں مسلمانوں کے ہوٹلوں پر یا تو کلمہ توحید لکھا ہوا ہوتا ہے۔ یا کوئی قرآنی عبارت۔ مسلمانوں کے ہوٹلوں میں غیر اقوام کے لوگ بے تکلفی سے آتے اور کھانا کھاتے ہیں۔

(محمد اسحاق)

ملک جاپان

(فاروق کے نامہ نگار خصوصی مقیم جاپان کی چٹھی)

براعظم ایشیا کے نقشہ پر اگر آپ نظر ڈالیں۔ تو آپ دیکھیں گے۔ کہ اس کے مشرق میں ایک مسلسل جزائر کی زنجیر ہے۔ یہ سلسلہ جزائر ملک جاپان ہے۔ گذشتہ زمانہ میں جاپان کو "Oyashima" آٹھ بڑے جزیروں کا ملک اور "Toyoashima wara no miguho-no Kuni" تویوآشیمہ ورانومیزو ہونوکونی۔ "زرخیز اور سبز و شاداب ملک"۔ دو ناموں سے موسوم کیا جاتا رہا۔ مؤخر الذکر بتدریج مختصر ہوتے ہوتے "日本" نپون رہ گیا۔ اس لفظ کا چینی تلفظ "Jihpen" ہے۔ جو کہ غیر ملکی سیاحوں کی بدولت "جاپان" کی صورت میں اس ملک میں داخل ہوا۔ اور مشہور ہو گیا۔

جاپان چار بڑے جزیروں پر مشتمل ہے۔ ھونشو۔ ہوکائیڈو۔ کیوشو اور شیکوکو۔ اس کے مقبوضات۔ کوریا۔ فارموسا۔ جنوبی سگالین۔ مانچوکو کا ایک حصہ۔ اور جنوبی جزائر مارشل۔ ماری آنا اور کارولین ہیں۔ جاپان خاص کا رقبہ ۱۴۷۴۴۱ مربع میل ہے۔ مقبوضات شامل کر کے کل رقبہ ۲۶۰۴۹۳ مربع میل ہے۔ سطح پہاڑی ہے۔ قریباً ⅓ حصہ ملک کا کاشت کے قابل ہے۔ ان تمام جزائر کی لمبائی ۲۹۰۰ میل اور چوڑائی زیادہ سے زیادہ ۲۰۰ میل ہے۔ ۱۹۳۰ء کی مردم شماری کے لحاظ سے ۹۰۳۹۶۰۴۳ ہے۔

تاریخی لحاظ سے جاپانی حکومت کی ابتدا ۶۶۰ قبل مسیح سے ہوئی۔ جبکہ جاپان کے پہلے بادشاہ Jinmu Tenno جمّو تینو نے تاجپوشی کی رسم ادا کی۔ اس سے پیشتر کے زمانہ کو "God age" "دیوتاؤں کا زمانہ" کہا جاتا ہے۔ یعنی اس ملک میں دیوتا آباد تھے۔

جاپانی نقطہ خیال کی رو سے موجودہ شاہی خاندان کا شجرہ نسب "سورج دیوی" سے شروع ہوتا ہے۔ اس طور پر کہ "سورج دیوی" نے اپنے پوتے نینیگی نومیکوتو "Ninigi-no Mikoto" کو "تلوار۔ آئینہ اور موتی" بطور نشان عطا کئے۔ (جو آج تک شاہی خاندان میں محفوظ چلے آتے ہیں) اور یہ حکم دیا۔ کہ جاؤ۔ ملک جاپان پر حکومت کرو۔ حکم بدیں الفاظ ہے:-

"The land shall be ruled hereditarily by my dexendants you, my grandson, go down and rule it and may the Imperial House prosper as long as heaven and Earth".

ملک جاپان وراثتی طور پر میری اولاد کے ذریعہ حکومت کیا جائے گا۔ جاؤ۔ اے میرے پوتے۔ اس پر حکومت کرو۔ شاہی خاندان ابدالآباد تک پھولتا پھلتا رہے گا۔

شہزادہ نینیگی مذکورہ اشیاء لیکر کیوشو میں "تکا چیچو نو مینے" "Takachi ho. no. mine" کے مقام پر اترے اور مقیم ہو گئے۔ یہاں تک کہ جو "Jinma" ان کے great grand son پڑپوتے نے اپنے ساتھیوں سمیت مشرق کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ اور Yamato province یاماتو (موجودہ زمانہ) میں آکر مقیم ہوئے۔ اور ۶۶۰ قبل مسیح میں تاجپوشی کی۔

تاریخ میں ایک اور قوم کا بھی ذکر آتا ہے "Aina" (وحشی قوم) آئینو جوکہ اس ملک کے اصلی باشندے تھے۔ آہستہ آہستہ شمال کی طرف ہٹتے گئے۔ اب بھی چندسو کے قریب ہوکائیدو میں پائے جاتے ہیں۔

جاپان کی ترقی اور عروج کی بنیاد "meiji Tenno" میجی تینو کے وقت سے رکھی گئی۔ اس سے پہلے ملک اکثر آپس کی خانہ جنگیوں میں مصروف تھا۔ کبھی کوئی خاندان برسر اقتدار آجاتا اور کبھی کوئی۔ اس ضمن میں فوجیوارا Fujiwara طائرہ Taira اور "Mina Moto" میناموتو کے نام خاص طور پر آتے ہیں۔ ان ایام میں بادشاہ برائے نام ہوتا۔ اور حکومت کی باگ ڈور دوسروں کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ چنانچہ Meiji Tenno میجی تینو کو بھی اپنی حکومت کے ابتدائی ایام میں بہت سی بغاوتوں کو فرو کرنا پڑا۔ اور مختلف طاقتوں کا مقابلہ ہوا۔ لیکن آخرکار اس حکومت کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کی ترقی آج نمایاں طور پر نظر آرہی ہے۔ "Meiji Tenno" میجی تینو کا زمانہ حکومت ۱۸۶۸ء سے لے کر ۱۹۱۲ء تک ہے۔ اس کے بعد "Tai Sho period" تائی شو کا زمانہ ۱۹۱۲ء سے لے کر ۱۹۲۶ء تک اور اب Showa شووا کا زمانہ شروع ہے۔ جاپان میں جمو تینو Jinmu Tenno سے لیکر آج تک ۱۲۴ بادشاہ ہوئے ہیں۔

ثنائی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہلحدیث کے نظام آبادی حکیم کی انوکھی منطق

بے شک خدا تعالےٰ کے انبیاء دنیا کے لئے رحمت کا سایہ ساتھ لے کر آتے ہیں۔ اور قلوب بنی آدم کی راہنمائی کا موجب ہوتے ہیں لیکن قلوب بنی آدم پر کفر و الحاد کا حاوی ہونا بھی یقینی اور بدیہی امر ہے۔ اس سے کسی شخص کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس وقت خدا تعالےٰ کا مقرر کردہ فرستادہ دنیا کو اپنی خدا کی دی ہوئی تعلیم کی طرف بلاتا ہے۔ تو وہ قوم اس فرستادہ خدا کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتی ہے۔ تو خدا تعالےٰ ان کے اعمال کو درست کرنے کے لئے بطور سزا اس قوم کو عذاب سے ڈراتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وما ارسلنا من قریۃ من نبی۔ اور جس بستی میں ہم نے اپنا رسول بھیجا۔ اور بستی والوں نے اس رسول کی اطاعت نہ کی۔ تو ہم نے ان لوگوں کو مبتلائے سختی کیا۔ تاکہ عاجزی کریں۔ پھر ہم نے بجائے سختی کے آسانی کی۔ کہنے لگے۔ اس طرح کی سختیاں اور آرام ہمارے بڑوں کو بھی پہنچ چکے ہیں۔ یہ زمانہ کے اتفاقات ہیں۔ پھر ہم نے ان کو دفعۃً عذاب میں پکڑا اور وہ بے خبر تھے۔ اگر ان بستیوں والے خدا پر ایمان لاتے اور پرہیزگار بنتے۔ تو ہم آسمان و زمین کی برکتوں کے دروازے ان پر کھول دیتے۔ مگر انہوں نے ہمارے پیغمبر کو جھٹلایا ان کو اسکی سزا میں عذاب میں گرفتار کیا۔

مگر آج اس کے برعکس اخبار اہلحدیث جو یہ ۸ ستمبر میں ایک مضمون بعنوان "درخت کی پہچان اس کے پھل سے ہوتی ہے"۔ کسی حکیم عبد الرحمٰن صاحب نظام آبادی کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جس میں حکیم صاحب رقمطراز ہیں۔

خلاصہ اعتراض:۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جب کفار نے آنحضرت صلعم سے پتھروں کی بارش کی استدعا کی۔ اسی وقت خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو جواب دیا۔ کہ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔ کہ ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اسلئے اب دنیا میں کوئی عذاب نہیں آسکتا۔

کیوں حضرت نبی کریم تمام جہان کے لئے رحمت للعالمین تھے۔ لکھ کر حکیم صاحب رقمطراز ہیں۔ کہ "ہمارے دیس کے متنبی یعنی انجہانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی آمد کی علامات و نشانات پر غور فرمائیے۔ جو ان کے مرید مخلصین مدح و تعریف کے طور پر اشعار میں پیش کرتے اور جلسوں میں سناتے ہیں۔ اور فخر کرتے ہیں۔ پھر مرزا صاحب کے فرزند رشید یعنی میاں محمود صاحب ان اشعار کو سن سن کر سر دھنتے ہیں۔ غالباً ۱۹۲۶ء کے سالانہ جلسہ قادیان پر مرزا صاحب کے ایک مرید ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب قصیدہ مدحیہ لکھتے ہیں۔ اور یہ قصیدہ الفضل ۴ جنوری ۱۹۲۷ء میں شائع ہوتا ہے ڈاکٹر صاحب موصوف حضرت مسیح موعود کے ضمن میں یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

"آیا نذیر فتحیاب لاکھوں نشاں ہمرکاب
تیرہ ہیں مہر و ماہتاب ارض و سما میں اضطراب
قحط و مرض و وبا عذاب خسف زمین و سیل آب
جنگ عظیم و انقلاب سارا جہاں ہوا کباب
صل علی امسیحنا صل علے محمد"

یعنی مرزا صاحب کے مرید ہی ان کی نبوت کے اوصاف اور ان کی برکتیں اپنی زبانی مانتے ہیں"

ایسی الٹی سمجھ بھی خدا کسی کو نہ دے
دے آدمی کو موت مگر یہ بد ادا نہ دے

جیسا کہ ابتدا میں لکھ چکے ہیں۔ انسان کی سرکشی اور نافرمانی خدا تعالےٰ کے انبیاء کے ساتھ جو کی جاتی ہے۔ اس کے متعلق ناظرین خدا تعالےٰ کا وطیرہ معاندین انبیاء کے ساتھ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ وہی عذاب کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ جب وہ لوگ سرکشی اور نافرمانی سے باز آجاویں۔ عذاب بھی خدا تعالےٰ ان سے ہٹا دیتا ہے۔ ورنہ اسی عذاب کا نشانہ بنا کر آنے والی نسلوں کے لئے تازیانہ عبرت بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔ واخذ الذین ظلموا الصیحۃ فاصبحوا فی دیارھم جٰثمین۔ یعنی پکڑا ان ظالموں کو عذاب نے پس ہو گئے اپنے گھروں میں زمین میں دھنسے ہوئے۔" فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دیارھم جٰثمین۔ پس پکڑا ان کو زلزلہ نے پس ہو گئے گھروں کی زمین میں دھنسے ہوئے۔ ان کو زلزلہ نے برباد کیا۔ اپنے گھروں میں جیسے بیٹھے تھے۔ بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا۔ ایسے مٹے۔ گویا اس جگہ بسے ہی نہ تھے۔ یعنی زلزلہ نے اتنی مہلت نہ دی۔ کہ کہیں بھاگ جاویں۔ پھر فرمایا۔ فاما ثمود فاھلکوا بالطاغیۃ و اما عاد فاھلکوا بریح الخ۔ پس ثمود کو ہلاک کیا اچھال سے اور عاد کو ہلاک کیا آندھی سے۔ ثمود بڑے جھنگاڑ سے ہلاک کئے گئے۔ عاد سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ سات رات آٹھ دن ہوا ان پر چلائے رکھی۔ و قوم نوح لما کذبوا الرسل اغرقنٰھم۔ اور نوح کی قوم نے جب رسولوں کو جھٹلایا۔ پس ہم نے ان کو ڈبو دیا۔ اغرقنا الذین کذبوا بایٰتنا۔ ڈبو دیا ہم نے ان لوگوں کو کہ جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ پھر فرمایا۔ فلما اٰسفونا انتقمنا منھم فاغرقنٰھم اجمعین۔ یعنی جب ہم کو غصہ دلایا بدلہ میں ہم نے اور سب کو ڈبو دیا۔

مندرجہ بالا آیات کسی مزید تشریح توضیح کی محتاج نہیں۔ اور ان میں صاف طور پر انبیاء کے منکرین کا حشر کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ اب سوائے کسی نیم حکیم کے ان شواہد کا انکار کرنے والا شاید کوئی ازلی ہو تو ہو۔ مگر میں نیم حکیم صاحب کی مزید واقفیت کے لئے آگے چلتا ہوں جیسا کہ فرمایا۔ وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولاً۔ اور ہم عذاب نہیں کرتے۔ جب تک نہ بھیج دیں رسول۔ پھر فرمایا۔ وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ۔ یعنی اور نہیں ہے کوئی بستی مگر ہم نے ہلاک کیا اسکو پہلے قیامت کے۔ تو گویا اللہ تعالےٰ کا عذاب الٰہی سے لوگوں کو ڈرانا اسلئے ہے۔ کہ لوگ راہ راست پر آجاویں۔ اور خدا تعالےٰ کی نافرمانی چھوڑ دیویں۔ جیسا کہ فرمایا۔ اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا قد بینا لکم الاٰیات لعلکم تعقلون۔ یعنی بے شک اللہ تعالےٰ زندہ کرتا ہے زمین کو بعد مرنے اس کے کے تحقیق کھول کر بیان کر دیں واسطے تمہارے آیتیں تاکہ تم سمجھو۔ جس طرح نظام جسمانی میں سنت اللہ یہ ہے۔ کہ جب زمین کے تمام نباتات خشک ہو جاتے ہیں۔ اور درختوں میں شادابی و سیرابی باقی نہیں رہتی۔ اس اعتبار سے زمین بالکل مردہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کی صفت احیاء تقاضا کرتی ہے۔ کہ بارانِ رحمت نازل ہو۔ اور وہ شادابی اور سیرابی جو جاتی رہی ہے نباتات اور اشجار کو پھر حاصل ہو جاوے اور اس اعتبار سے زمین مردہ پھر زندہ ہو جاوے۔ اسی طرح پر جب لوگوں کے قلوب ظلمت اور تاریکی کے فرزند بن جاتے ہیں۔ اور کسی طرح کی نورانیت اور روحانیت ان کے دلوں میں باقی نہیں رہتی۔ اسی وجہ سے وہ مردہ دل ہو جاتے ہیں۔ تب خدا تعالےٰ کی صفت احیائے روحانی تقاضا کرتی ہے۔ کہ بارانِ انوار روحانی سے پھر ان کے دلوں کو زندہ کرے۔ اور جو روحانیت اور نورانیت اسلام کی گم ہو گئی ہے۔ کسی مصلح ربانی کی بعثت کے ذریعہ سے دنیا کے لوگوں کو پھر حاصل ہو۔ جس پر بارانِ انوار الہام کا حسب مقتضائے زمانہ نازل ہوئے۔ اور یہی مراد ہے۔ قد بینا لکم الآیات لعلکم تعقلون سے اور ہندوستان کے مسیح موعود کے نزول فرمانے کا تعجب جو نیم حکیم صاحب کو سوجھا ہے۔ معلوم نہیں۔ حکیم صاحب کو اس میں کونسی اعتراض کی وجہ معلوم ہوئی۔ پس جس خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت داؤد علیہ السلام حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے ان نشانات کا ذکر فرمایا ہے تو اسی لئے فرمایا۔ کہ آنے والے انبیاء کے منکرین ان واقعات سے عبرت حاصل کریں۔ اور خدا کے مقربین پر طعنہ زنی کر کے اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے حضور مورد عذاب نہ ٹھیرالیں۔ کیا حکیم صاحب بتا سکتے ہیں۔ کہ انبیاء سابقہ کے وقت جو انبیاء کی صداقت کو مبرہن کرنے کے لئے مختلف طور پر اللہ تعالےٰ کا عذاب آتا تھا۔ کیا اس کے متعلق بھی منکرین انبیاء یہی وطیرہ اختیار کر کے نہ کہتے تھے۔ "بُرا اچھا نبی آیا" کیونکہ ہمارے لئے سختی لے آیا۔ حالانکہ ان نادانوں کو یہ علم نہ تھا۔ کہ یہ سختی اور وبال ان کے اعمال اور شوخی اور اشرارت کا نتیجہ ہے۔ پس حکیم صاحب پہلے اپنے اعمال درست کر لیں۔ تب خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ عذاب پر معترض ہوں۔ ورنہ یاد رکھیں۔ کہ ان کے لگے سگے آج نہیں بلکہ آج سے پچاس سال پیشتر اس مقدس انسان کی مخالفت کر کے جو نفع حاصل کر چکے ہیں۔ اسکی حقیقت اپنے پیر و مرشد مولوی ثناء اللہ سے پوچھ لیں۔ مکرم میر صاحب کے قصیدہ پر اعتراض کرنے کی گنجائش حکیم صاحب کو تو تب تھی۔ جب پیشکردہ قصیدہ میں واقعات زمانہ کے اگر کچھ خلاف لکھا ہوتا۔ اب جبکہ عین واقعات کا نقشہ حضرت میر صاحب ممدوح نے کھینچا ہے۔ تو حکیم صاحب کیوں آتش در نعل ہو رہے ہیں۔

سچ ہے۔ ؎

پھر دوبارہ آگئی احبار میں رسم یہود
پھر مسیح وقت کے دشمن ہوئے یہ جبّہ دار

حکیم صاحب۔ آج احمدیت کی روک تھام تمہارے لئے سخت مشکل امر ہے۔ کیونکہ جس وقت یہ ایک ادنیٰ سا پودا تھا۔ اس وقت تمام رؤسا۔ علماء گدی نشین سب نے مل کر اسکو اکھاڑنے کی کوشش کی۔ مگر سب کوششیں ناکام و نامراد رہیں۔ اسی طرح اب بھی بفضل ایزدی تمہاری آواز بھی صدائے بصحرا ثابت ہو گی۔ اور احمدیت ترقی کریگی۔ اور تمہارے باطل اعتراض آج کچھ نئے نہیں۔ اور نہ ہی یہ اعتراض ہماری گھبراہٹ کا باعث ہیں۔ کیونکہ آپ یاد رکھیں۔ اور آئندہ حکمت کے نشے سے فارغ ہو کر قلم اٹھایا کریں۔ ورنہ یاد رکھیں۔ ؎

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار عبدالعزیز احمدی از گلیانہ ضلع گجرات

فتاویٰ احمدیہ

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

جماعت کو وصیت

ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے۔ وہ زکوٰۃ دے۔ اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے۔ اور کوئی مانع نہیں۔ وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو۔ اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے۔ اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے

ہمسایہ فاقہ ہو تو شرعاً حج جائز نہیں

اگر کسی کا ہمسایہ فاقہ میں ہو۔ تو اس کے لئے شرعاً حج جائز نہیں۔ مقدم ہمدردی اور اسکی خبر گیری ہے۔ کیونکہ حج کے اعمال بعد میں آتے ہیں۔ مگر آج کل عبادت کی اصل غرض اور مقصد کو ہرگز مد نظر نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ عبادات کو رسوم کے رنگ میں ادا کیا جاتا ہے۔ اور وہ نری رسمیں ہی رہ گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ لوگوں میں حاجیوں کے متعلق بدظنیاں پیدا ہوئی ہوئی ہیں۔ کہتے ہیں۔ ایک اندھی عورت بیٹھی تھی۔ کوئی شخص آیا۔ اور اسکی چادر چھین کر لے گیا۔ وہ عورت چلائی۔ کہ بچہ حاجیا میری چادر دے جا۔ اس نے اسکو پوچھا۔ کہ مائی تو بہ تو بتا۔ کہ یہ کیونکر تجھے معلوم ہوا۔ کہ میں حاجی ہوں اس نے کہا۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایسا کام حاجی ہی کرتے ہیں۔ پس اگر ایسی ہی حالت ہو۔ تو پھر ایسے حج سے کیا فائدہ۔ حج میں قبولیت ہو۔ کیونکہ جبکہ گردن پر بہت سے حقوق العباد ہوتے ہیں۔ ان کو تو ادا کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قد افلح من زکّٰھا۔ فلاح نہیں ہوتی۔ جب تک نفس کو پاک نہ کرے۔ اور نفس تب ہی پاک ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے احکام کی عزت اور ادب کرے۔ اور ان راہوں سے بچے۔ جو دوسرے کے آزار اور دکھ کا موجب ہوتے ہیں۔

متوفی کا حج دوسرے آدمی کے ذریعہ سے

خوشاب سے ایک مرحوم احمدی کے ورثار نے حضرت کی خدمت میں خط لکھا کہ مرحوم کا ارادہ پختہ حج پر جانے کا تھا۔ مگر موت نے مہلت نہ دی۔ کیا جائز ہے۔ کہ اب اسکی طرف سے کوئی آدمی خرچ دے کر بھیج دیا جائے۔

حضرت اقدس امام علیہ السلام نے فرمایا۔ جائز ہے۔ اس سے متوفی کو ثواب حج کا حاصل ہو جائیگا

زکوٰۃ کیا ہے؟

زکوٰۃ کیا ہے۔ یوخذ من الامراء و یرد الی الفقراء۔ امراء سے لے کر فقراء کو دی جاتی ہے۔ اس میں اعلےٰ درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی ہے۔ اس طرح سے باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں۔ امراء پر یہ فرض ہے۔ کہ وہ ادا کریں۔ اگر نہ بھی فرض ہوتی۔ تو بھی انسانی ہمدردی کا تقاضا تھا۔ کہ غرباء کی مدد کی جائے۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہمسایہ اگر فاقہ مرتا ہو۔ تو پروا نہیں۔ اپنے عیش و آرام سے کام ہے۔ جو بات خدا تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے۔ میں اس کے بیان کرنے سے رک نہیں سکتا۔ انسان میں ہمدردی اعلےٰ درجہ کا جوہر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا مما تحبّون یعنی تم ہرگز ہرگز اس نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک اپنی پیاری چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کا نہیں۔ کہ مثلاً کسی ہندو کی گائے بیمار ہو جائے۔ اور وہ کہے۔ کہ اچھا اسے منس دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ باسی اور سڑی بُسی روٹیاں جو کسی کام نہیں آ سکتی ہیں۔ فقیروں کو دے دیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ ہم نے خیرات کر دی ہے۔ ایسی باتیں اللہ تعالےٰ کو منظور نہیں ہیں۔ اور نہ ایسی خیرات مقبول ہو سکتی ہے۔ وہ تو صاف طور پر کہتا ہے۔ لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا مما تحبّون۔ حقیقت میں کوئی نیکی نیکی نہیں ہو سکتی۔ جب تک اپنے پیارے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے دین کی اشاعت اور اسکی مخلوق کی ہمدردی کے لئے خرچ نہ کرو۔ اس موقع پر ایک بھائی نے عرض کی۔ کہ حضور بعض فقیر بھی کہتے ہیں۔ کہ ہمیں کوئی باسی روٹی دے دو۔ پھٹا پرانا کپڑا دے دو۔ وہ مانگتے ہی پرانا اور باسی ہیں۔ فرمایا۔ تم نئی دیدو گے۔ وہ کیا کریں۔ جانتے ہیں۔ کہ کوئی نہیں دے گا۔ اس لئے وہ ایسا سوال کرتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے۔ مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کرو۔ (فتاویٰ احمدیہ)

صحت کیلئے دعا کی درخواست

مکرمی حکیم محمد عمر خاں صاحب کچھ عرصہ سے بعارضہ درد اعصاب مبتلا نور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ گو اب پہلے سے نسبتاً آرام ہے۔ مگر احباب سے درخواست ہے۔ کہ انکی صحت کامل کیلئے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہفتہ بھر کی چیدہ خبریں

—— مغربی محاذ پر شدید جنگ شروع ہے۔

—— سکھر میں فساد پر قابو پالیا گیا ہے۔ دو سو اشخاص کی گرفتاری عمل میں آئی ہے۔

—— مانچسٹر گارڈین نے برطانوی حکومت کو مشورہ دیا ہے۔ کہ ہندوستان کو یقین دلا دو۔ کہ "وہ غلام نہیں ہے"

—— برطانیہ میں دس لاکھ اشخاص کو فوجی تربیت دی جا رہی ہے۔

—— سیاسی صورت حالات کے متعلق مہاتما گاندھی نے ورکنگ کمیٹی میں اپنا ریزولیوشن پیش کر دیا ہے۔

—— وائسرائے پھر برطانوی گورنمنٹ کے ارادوں کے متعلق وضاحت کریں گے۔

—— خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ڈیڈلاک کو ختم کرنے کے لئے دہلی میں ابتدائی گول میز کانفرنس کر کے کانگرس سے سمجھوتہ کی وائسرائے کی طرف سے ایک اور کوشش ہوگی۔

—— جنگی خدمات کے لئے کراچی میں ۲۴۳ عورتیں بھرتی ہو گئی ہیں۔

—— چیکوسلوبکیہ اور پولینڈ میں جرمنی کے خلاف بغاوت ہو گئی ہے۔

—— ہندو مہاسبھا نے ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ کہ ہندو کانگرس لیگ اور برطانوی گورنمنٹ کے کسی فیصلہ کے پابند نہیں ہونگے۔

—— جرمنی نے پچھلے دو ہفتوں میں متعدد برطانوی جہازوں کو غرق کر دیا۔

—— ایک سو بیس چیک طلباء کو جرمنوں نے پھانسی دے دی ہے۔ اور آٹھ ہزار کو جلاوطن کر دیا ہے۔

—— برطانوی حکومت جنگی ضروریات کے لئے ۵ اور ۷ سال کی میعاد کے تین فی صدی سود پر بانڈ جاری کر کے قرضہ لینے لگی ہے۔

—— روسی پولینڈ میں گرجا گھروں کو سینما میں بدل دیا گیا ہے۔ اور سب سے بڑا چرچ اصطبل بنا دیا گیا ہے۔

—— آسام میں کانگرسی وزارت کے مستعفی ہونے کے بعد سر سعد اللہ نے نئی وزارت بنا لی ہے۔ تین ہندو۔ تین مسلمان وزیر بنائے گئے۔

—— گورنر پنجاب نے بیوگان پنجاب کی وراثت کا بل منظور کر لیا ہے۔

—— سول نافرمانی کے مقابلہ کے لئے آرڈی نینس تیار ہو گئے ہیں۔

—— برطانیہ نے بیس ہزار مزید عورتوں کو بھرتی کیا ہے۔

—— جرمنی کے سابق کمانڈر انچیف کو نازیوں نے گولیوں سے ہلاک کر دیا ہے۔

—— جرمنی میں عورتوں کے لئے سگریٹ پینا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

—— سکھر کے فساد میں ۲۹ اشخاص قتل ہوئے۔ شہر کو ملٹری کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ ۲۰ لاشوں کی شناخت نہیں ہو سکی۔

—— حجاز۔ سلطان ابن سعود تحفظ مملکت حجاز کے لئے تمام ضروری تدابیر کر رہے ہیں۔ طیاروں کی تعداد بڑھا دی گئی ہے۔ مزید طیارے یورپ سے طلب کئے گئے ہیں۔ اور بحری فوج کے لئے بھی جدید سامان منگایا گیا ہے۔ بحر احمر اور ساحل عرب کی حفاظت کے انتظام کو مکمل کرنے کے لئے بہت زور دیا جا رہا ہے۔

—— مصر میں یہ تحریک زور شور سے جاری ہے۔ کہ جنگ کی حالت میں حملہ آوروں کی مؤثر مزاحمت کرنے کے لئے ممالک عربیہ میں اتحاد قائم کیا جائے۔ اور مصر بھی اس میں شامل ہو جائے۔ باخبر حلقوں کا بیان ہے۔ کہ مصر سے عنقریب ایک وفد اس غرض سے حجاز جانے والا ہے۔

—— ترکی۔ حال ہی میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ برطانیہ اور فرانس امریکہ سے تین ہزار طیارے خرید رہے ہیں۔ اب یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ ان طیاروں سے چار سو طیارے ترکی کو دیئے جائیں گے۔ اور ترکی میں طیاروں کی تعداد بہت جلد اس حد تک پہنچ جائیگی۔ کہ اس پر کسی کو حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔

—— حکومت عراق بغداد موصل ریلوے کو جلد سے جلد پایۂ تکمیل تک پہنچا دینا چاہتی ہے۔ لائن کی توسیع کے لئے شب و روز کام ہو رہا ہے۔ مزدوروں کی تعداد دگنی کر دی گئی ہے۔

—— ایران۔ کثیر التعداد عراقی جو ایران میں بود و باش رکھتے تھے۔ بغداد واپس جا رہے ہیں۔ طہران کے عراقی قونصل نے ایک اعلان میں ان سے اپیل کی تھی۔ کہ فوجی ملازمت کے لئے اپنے نام لکھائیں۔ حکومت ایران فوجی انتظامات کر رہی ہے۔ قزوین۔ تبریز۔ اصفہان اور دوسرے اہم شمالی مقامات میں کثیر التعداد فوج جمع کر دی گئی ہے۔ دفاعی انتظامات سرگرمی سے جاری ہیں۔

جنگ کی ڈائری

یورپ کی جنگ نے ایسی صورت اختیار کر لی ہے۔ کہ بلجیم اور ہالینڈ دونوں کو جرمنی کی طرف سے حملہ کے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ ان دونوں ملکوں کا اندیشہ بے جا نہیں۔ کیونکہ اس سے قبل ۱۹۱۴ء کی جنگ یورپ میں بھی جرمنی نے فرانس پر حملہ کرنے کے لئے بلجیم پر چڑھائی کی تھی۔ اور اب بھی حالات ایسی ہی صورت اختیار کر رہے ہیں۔ جرمنی اپنی مغربی سرحد کی راہ سے فرانس پر حملہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ماجینو لائن کی موجودگی میں ایسا کرنا ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ جرمنی میں خوراک اور اسلحہ جنگ کی قلت ہو رہی ہے۔ جنگ اگر زیادہ طویل ہوئی۔ تو جرمنی میں خوفناک قحط پڑ جائے گا۔ کیونکہ برطانوی ناکہ بندی کی وجہ سے جرمنی باہر کے ملکوں سے مال منگوا نہیں سکتا۔ اس کے تجارتی جہاز ممالک غیر کی بندرگاہوں میں بیکار پڑے ہیں۔ پس جرمنی کی کوشش یہ ہے کہ جنگ جلد از جلد ختم ہو۔ اور اس کا واحد ذریعہ یہی ہے۔ کہ جرمن فوجیں بلجیم کی راہ سے فرانس پر حملہ کریں۔ جرمنی برطانیہ پر بھی حملہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر سمندر کی راہ سے اپنے اس ارادے کو وہ جامۂ عمل نہیں پہنا سکتا۔ اور فضائی حملے کے لئے ضروری ہے۔ کہ انگلستان کے قریب ہی اس کے جنگی طیاروں کے لئے کوئی اڈہ ہو۔ انگلستان سے قریب ترین ملک بلجیم اور ہالینڈ ہیں۔

ان تمام واقعات کی موجودگی میں ان دونوں ملکوں کو جرمنی کی طرف سے حملے کا اندیشہ ہے۔ اسلئے ان دونوں ملکوں کے حکمرانوں نے ان حالات پر باہمی تبادلہ خیالات کرنے کے بعد اتحادیوں اور جرمنی سے نومبر کو اپیل کی۔ کہ وہ جنگ کو ختم کریں۔ اور اپنے تنازعات کا تصفیہ باہمی گفت و شنید سے کریں۔ اور اس مقصد کے لئے ان دونوں حکمرانوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔

محافظ اولاد

مرض اٹھرا یعنی بچوں کا مردہ پیدا ہونا۔ یا وقت سے پیشتر حمل کا گر جانا۔ اس کا علاج ہماری دوا "محافظ اولاد" ہے علاوہ ازیں حاملہ عورتوں کی کمزوری و دیگر زنانہ امراض کے لئے بھی یہ دوا بہت مفید ہے اس کے استعمال سے بچے محفوظ پیدا ہوتے ہیں۔ اور ماں کی چھاتی میں دودھ کثرت سے آتا ہے۔ قیمت تین روپے۔

حفسم

خونی و بادی بواسیر کے لئے "حفسم" بہترین دوا ہے۔ جس کے استعمال سے بہت سے لوگوں کو بفضلہ تعالےٰ شفا ہوئی ہے۔ اس کے حیرت انگیز اثر کے متعلق لوگوں کی تحریریں۔ رائیں ہمارے پاس موجود ہیں۔

قیمت عـ۲ـار دو روپے

علاج گردہ

گردہ کی درد۔ مثانہ میں پتھری اور پیشاب کا رک رک کر آنا ایسی شکایتوں میں اس دوا کا استعمال بہت مفید ہے۔ اس کے استعمال سے پیشاب کے ساتھ پتھری پگھل کر نکل جاتی ہے۔ بفضلہ تعالےٰ بہت آدمی اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے

بغیر اپریشن موتیابند کا علاج

موتیا بند اتر چکا ہو۔ یا اتر رہا ہو۔ اس دوائی سے انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ اگر اپریشن ہو چکا ہو۔ تو اس دوائی کے استعمال سے عینک کی ضرورت نہیں رہتی۔ دوائی کھانے کی اور آنکھ میں ڈالنے کی ہے۔ قیمت للعـہ چار روپے۔

ڈاکٹر محبوب الرحمٰن بنگالی ایم۔ بی ایچ بنگال ہومیو فارمیسی قادیان